بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

شمارہ : ۱۲	محرم الحرام ۱۴۳۳ھ / دسمبر ۲۰۱۱ء	جلد : ۱۹

سیّد مسعود میاں	سیّد محمود میاں
نائب مُدیر	مُدیر اعلیٰ

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

اَمریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

رابطہ نمبر: 042-37726702,03334249302

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37703662

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع وناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
اِسلام کا اِقتصادی نظام...سوالات و جوابات	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
اَنفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ	۲۵
پردہ کے اَحکام	حضرت مولانا محمد اَشرف علی صاحب تھانویؒ	۳۰
محرم الحرام کی فضیلت اَور منکراتِ مروجہ کی مذمت	حضرت مولانا سیّد مفتی عبد الکریم صاحبؒ	۳۸
صحابہ رضی اللہ عنہم کی زِندگی اَور ہمارا عمل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۴۴
ذکرِ حَسنَین رضی اللہ عنہم	حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ	۴۹
اَکابر کی نظر میں تجوید کی اہمیت	جناب قاری محمد تقی الاسلام صاحب دہلوی	۵۰
نئے اِسلامی سال کا پیغام	جناب مفتی محمد عفان صاحب منصور پوری	۵۸
اَخبار الجامعہ		۶۲

خوشخبری

آپ ماہنامہ اَنوارِ مدینہ اِنٹرنیٹ پر مندرجہ ذیل لنک پر بھی پڑھ سکتے ہیں

http://www.scribd.com/anwaremadina

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

تقریبًا ایک ہفتہ پہلے کی بات ہے ایک صاحب کسی مقصد سے ملاقات کے لیے تشریف لائے باتوں باتوں میں فرمانے لگے کہ میں لاہور چھاؤنی میں کرایہ کے مکان میں رہائش رکھتا تھا مالک مکان نے گھر بیچ دیا نئے مالک نے مجھ سے مکان خالی کرنے کو کہا، میں نے کہا کہ آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں وہ کہنے لگے کہ نہیں میں آپ کو ایک ماہ کی مہلت دیتا ہوں۔ میں نے پھر کہا کہ میرا بچہ بیمار ہے اَور کچھ دیگر مسائل ہیں اِس لیے زیادہ سے زیادہ دو ماہ کی مدت دے دیں اگر اِنتظام ہوگیا تو پہلے ہی خالی کر دُوں گا مگر اُن نئے مالک مکان بریگیڈئیر صاحب نے فرمایا کہ

> ''نہیں بس ایک ماہ کی مہلت ہے ورنہ فوجیوں کا ٹرک بھیجوں گا جو آپ کا سامان باہر نکال کر گھر خالی کرالے گا۔''

میرے پاس آئے ہوئے مہمان کہنے لگے کہ میں کمزور آدمی بریگیڈئیر صاحب کا کہاں مقابلہ کرسکتا تھا پریشان دُعا میں مشغول رہا مسجد میں نماز کے لیے گیا تو جاننے والے وہاں کے نمازی دوست مل گئے کہنے لگے کیا بات ہے کچھ پریشان نظر آرہے ہیں میں نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں، کہنے لگے نہیں کچھ تو ہے بتلاؤ میں نے ٹالنے کی کوشش کی مگر اُن کے اِصرار پر بتانا پڑا تو وہ کہنے لگے میرا ایک مکان ہے جس میں میں رہتا ہوں میں نے اپنے لڑکے کے لیے دُوسرا مکان بنایا ہے مگر جب اُس کی شادی کراؤں گا تب اُس کو اِس مکان میں

لاؤں گا لہٰذا وہ خالی پڑا ہے آپ آج ہی اپنا سامان اُٹھائیں اَور اُس میں منتقل ہو جائیں اَور میں آپ سے اِس کا کرایہ بھی نہیں لوں گا۔ میں نے کہا بھائی یہ تو نامناسب سی بات ہوگی۔ وہ کہنے لگے کہ ''بھائی'' بھی کہتے ہو اَور ایسی بات بھی کہتے ہو بس سامان اُٹھائیں اَور وہاں منتقل ہو جائیں تو آئے ہوئے مہمان فرمانے لگے کہ آج کل میں اُن کے گھر میں کچھ عرصہ کے لیے رہ رہا ہوں۔

اِس واقعہ کو نقل کرنے کا مقصد جدید تعلیم یافتہ ''اپچی سوئین'' کی اَخلاقی گراوٹ کی اَدنیٰ سی تصویر کشی ہے کہ وہ طاقت اَور نخوت کے نشہ میں مست اپنے اِختیارات کے ناجائز اِستعمال میں کس درجہ بے باک ہے چھوٹی سی اَفسری نے اُس کی آنکھوں پر ایسی پٹی باندھی کہ پولیس اَور قانون نافذ کرنے والا عدالتی نظام اُس کی آنکھوں سے اَوجھل ہو گیا۔ مکان دار اَور کرائے دار کے مابین قانونی ضابطے ایک بے قدر چیز ہو کر رہ گئی اپنے ہی عوام کے خون پسینے کی کمائی سے پروان چڑھنے والی اَفسری کو یہ روّیے ہرگز زیبا نہیں ہیں کہ وہ نہتی رعیت پر دھونس جمائے، فوج کے جوانوں اَور ساز و سامان کو قومی مقاصد کے بجائے اپنی ذاتی اَغراض کے لیے اِستعمال کرتے ہوئے حلف سے اِنحراف کرے کہیں قبضہ چھڑائے اَور کہیں جماتا پھرے۔

ہونا یہ چاہیے کہ اِن اَفسران کے تعلیمی اَور تربیتی کورس اَخلاقیات اَور اِیثار کے اَبواب پر بھی مشتمل ہوں جن کو صرف نچلی کلاسوں میں غیر اہم یا اِختیاری مضمون کے طور پر نہیں بلکہ اُونچی سطح پر اہم ترین مضامین کی حیثیت سے نیشنل ڈیفنس کالج و دیگر میں مقابلہ کا مضمون قرار دیا جائے۔ نیشنل ڈیفنس کالج میں پڑھائی جانے والی موجودہ عالمی سیاست اَور جنگیں نیز اُن کے اَچھے برے اَثرات اَور اُن سے فائدہ اُٹھانا یا نقصانات کا تدارک کرنا جیسے موضوعات پر مشتمل مغربی مصنفین کی کتابیں اِن اَخلاقی اَبواب سے عاری ہوتی ہیں لہٰذا اِن کو پڑھنے والے اَفسران عالی ظرفی، اِیثار و قربانی اَور عالی ہمتی جیسے بلند اَوصاف سے عموماً تہی دامن ہوتے ہیں جو آگے چل کر مثالی کردار اَدا کرنے کے بجائے بدنامی کا سبب ہوتے ہیں جو کسی بھی طرح ملک و ملت کے مفاد میں نہیں ہے۔

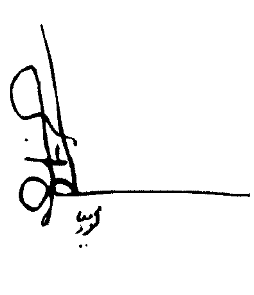

مولای صل وسلم دائما ابدا ۔ درس حدیث ۔ علی حبیبک خیر الخلق کلھم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب ؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس ؒ کے مریدین اَور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ حضرتِ اَقدس ؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

نیت کی اہمیت ۔ حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ کا اِسلام
کفار کی تنگ نظری ۔ یہود کی خوش فہمی
یہود کی بخت نصر کے ہاتھوں رُسوائی اَور مدینہ منورہ آمد
حضراتِ اَنصار کی یمن سے رِحلت

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 67 سائیڈ B 1987 - 04 - 12)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ اَمَّابَعْدُ !

حدیث شریف ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خطبہ دیا تو اُس میں ایک حدیث نقل کی کہ جنابِ رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے اِرشاد فرمایا ہے کہ اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ کہ عمل کا اِعتبار خدا کے یہاں نیتوں پر ہے نیتوں کے مطابق ہے وَاِنَّمَا لِامْرِئٍ مَّا نَوٰی اَور آدمی کو وہ ملے گا جو وہ نیت کرے۔ تو ایسے ہے کہ ہر کام کے دو حصے بن جاتے ہیں ایک جو دِل میں سوچتا ہے اِرادہ کرتا ہے اَور ایک وہ جو سامنے وجود میں آتا ہے ہر چیز کا اِسی طرح ہے ایک دِل میں جو اِرادہ ہے وہ ہے اَور ایک وہ جو وجود میں آجائے عمل کر لے، اِرادہ ہے وضو کریں گے تو یہ نیت ہوگئی جب وضو کی تو یہ عمل ہو گیا، نماز پڑھیں گے یہ نیت کی ہے تو نیت ہوئی اَور پڑھ لی تو عمل ہو گیا تو ہر عمل کو اگر بانٹا جائے اُس کا تجزیہ کیا جائے حصے کیے جائیں تو دو حصوں میں بنتا

ہے ایک نیت اَور ایک عمل ۔تو عمل کا اِعتبار کیسے ہوگا ؟ عمل کا اِعتبار نیتوں پر ہے فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ جس آدمی نے ہجرت کی اَور اللہ رسول کے لیے کی، تو اللہ اَور رسول کے لیے ہے اُس کی ہجرت فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلٰی دُنْیَا یُصِیْبُھَا اَور اگر کسی کی نیت ہجرت میں دُنیا ہے اَوِ امْرَأَۃٍ یَتَزَوَّجُھَا یا نیت یہ ہے کہ میں وہاں جا کر فلاں عورت سے شادی کروں گا یا کوئی اَور چیز ذہن میں ہو جو اِس قسم کی ہو فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَاِلَیْہِ[۱] تو جو اُس کی نیت ہے جس کام کے لیے اُس نے ہجرت کی ہے وہی کام اُس کو حاصل ہوگا اُسی قدر خدا کے یہاں اُس کی ہجرت کا مقام ہوگا۔

آپ کو یہ معلوم ہوگا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو تبلیغ کی ہے لیکن (پہلے پہل) یہ جبر نہیں کیا کہ تم بھی اِسی طرح علی الاعلان تبلیغ کرو۔حضرت اَبوذر غفاری رضی اللہ عنہ مسلمان ہونے آئے جب آئے تھے تو چھپ کر رہے اَور اَپنا مقصد بھی بیان نہ کر سکے کسی سے کیونکہ اُنہیں پتہ تھا کہ مکہ مکرمہ کی فضاء ایسی ہے کہ میں نے اگر اُن کا نام لیا تو لوگ مجھے تکلیف پہنچائیں گے اَور اُن تک جانے بھی نہیں دیں گے روکیں گے تو نام ہی نہیں لیا خود ہی تلاش کرتے رہے۔

حرم مکہ کی اِبتدائی حالت :

مکہ مکرمہ میں جیسے اَب حرمِ محترم ہے اَور تمام چیزیں ہیں یہ تھیں ہی نہیں صرف کعبۃ اللہ بنا ہوا تھا اَور اُس کے گرد خالی زمین پڑی تھی اَور اُس کے گرد مکانات تھے کعبۃ اللہ کے متولی خاندان کے یعنی قریش کے یا اَور جو بڑے سردار ہوں گے اُن کے۔

حضرتِ عباسؓ چاہ زم زم کے متولی :

زمزم کے متولی تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ اُن کا بھی قریب ہی تھا مکان تو کعبۃ اللہ کی صرف یہ ایک عمارت تھی جو کمرے نما ہے بڑی بلند اَور اُس کے پاس ''حطیم'' ہے نصف دائرے سے کم اُس میں اَندر چلے جاتے ہیں اَور باہر نکل جاتے ہیں آنے جانے کا راستہ ہے۔اُس حطیم میں عبدالمطلب چار پائی بچھا لیا کرتے تھے وہ اُن کی بیٹھک تھی اِدھر اُدھر چاروں طرف سفید زمین تھی میدان تھا اُس پر طواف بھی کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں بھی اِسی طرح رہا ہے، اَبوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی اِسی طرح رہا ہے

---

[۱] بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۴

ایک سفید زمین گویا رہی۔

حضرت عمرؓ نے دِیوار بنوائی :

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے چاروں طرف اُس کے ایک دِیوار کھینچوادِی اُس سے پہلے کوئی شکل نہیں تھی اَور اَب تو بہت بڑی جگہ دُنیا کی سب سے بڑی عبادت گاہ ہے سب سے وسیع جگہ سب سے خوبصورت مزین اللہ تعالیٰ نے بنوادِی ہے اُن سے۔

حضرت اَبوذرؓ کے اِسلام لانے کا قصہ :

تو رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم کو تلاش کرنے کے لیے یہ آئے اَور وہاں بیٹھ گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اُدھر سے گزر کے گئے پوچھا کیا ہے کہاں سے آئے ہیں معلوم ہوتا ہے آپ باہر سے آئے ہوئے ہیں۔ اِنہوں نے کہا جی باہر سے آیا ہوا ہوں، لے گئے اِن کو کہ آئیں پھر ہمارے یہاں ٹھہر جائیں وہاں ٹھہر گئے دوبارہ پھر اِسی طرح اَگلے دِن بھی ایسے ہی ہوا اُنہوں نے دُوسرے دِن یا تیسرے دِن اُن سے پوچھا کہ اگر آپ بتا سکتے ہوں کہ آپ کس لیے آئے ہیں تو بڑا اچھا ہو اُنہوں نے کہا میں بتا تو دُوں گا اگر آپ وعدہ کریں کہ رَاز رکھیں گے کسی کو بتائیں گے نہیں تو (وعدہ لینے کے بعد) اِنہوں نے کہا کہ میں تو آیا ہوں رسول اللہ ﷺ کے بارے میں میں نے سنا ہے کہ نبی ہیں یہاں مبعوث ہوئے ہیں نبوت کا اُنہوں نے اِظہار کیا ہے اُن کی تلاش میں ہوں اُن سے ملنا چاہتا ہوں اُنہوں نے کہا بہت اچھی جگہ پہنچے ایسے کرو کہ میں چل رہا ہوں آگے آگے تم پیچھے پیچھے چلو اَور اگر کوئی اَندیشہ ہوگا تو میں ایسے کھڑا ہو جاؤں گا کہ جیسے کوئی پیشاب کر رہا ہے رُک جاؤں گا بیٹھ کر یا کھڑے ہو کر جس طرح بھی اُس زمانہ کا دستور تھا یا میں اپنا جوتا ٹھیک کرنے لگوں گا تو تم سمجھ جانا کہ کوئی آدمی ایسا ہے جو دیکھ رہا ہے ہمیں اَور وہیں ٹھہر جانا اِس طرح آپس میں طے کر لیا اَور چلے بالآخر پہنچ گئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ (اپنے آنے سے) پہلے (اِنہوں نے اپنے) بھائی کو بھیجا تھا بھائی (واپس آئے تو اُس) سے پوچھا کیسے ہیں کیا پایا ؟ بھائی نے کہا بہت اچھے ہیں نیکی کا حکم کرتے ہیں برائی سے روکتے ہیں وغیرہ کہنے لگے جیسے میں چاہتا تھا تفصیلات معلوم کرنی تم وہ نہیں کر کے آئے تو میں خود جاتا ہوں تو اَب خود آئے تھے مطلب یہ کہ مکہ مکرمہ کی فضاء ایسی زیادہ خلاف تھی کہ کوئی آنے والا نام لے کر پوچھنے میں بھی خطرہ محسوس کرتا تھا۔

تو یہ جب حاضرِ خدمت ہوئے تو مسلمان ہو گئے اَور اِسلام قبول کرنے کے بعد پھر رسول اللہ ﷺ نے اِنہیں فرمایا تھا کہ آپ اپنے گھر چلے جائیں وہاں (اِس عقیدہ کے ساتھ) یہ یہ عبادتیں ہیں یہ کرتے رہیں اَور معاملات جو بھی ہوئے ہوں گے وہ اِرشاد فرمادیے کچھ چیزیں ایسی ہیں جو پہلے سے دُنیا بھر میں معروف چلی آرہی ہیں ظلم کرنا، کسی کا مال چھینا وغیرہ وغیرہ یہ سب چیزیں ہمیشہ سے بری سمجھی جاتی رہی ہیں انسان اِنہیں برا ہی سمجھتا ہے تو اِنہوں نے اِنہیں ہدایت کی کہ وہاں چلے جاؤ اَور اِس طرح سے کرتے رہو اَور کسی کو بتانے کی بھی ضرورت نہیں ہے کوئی کہ تم بتلاؤ کہ مسلمان ہوئے ہو یا نہیں گویا اِس قسم کی ہدایات آقائے نامدار ﷺ نے اِنہیں دے دیں اَور رُخصت کرنا چاہا، تو اِنہوں نے کہا جواب میں کہ میں تو ضرور علی الاعلان سب کو کہوں گا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں تو یہ اِن کے جذبات تھے رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ تم یہ کرو بلکہ اِن کے اپنے جذبات تھے یہ کہ میں ایسے کروں۔

کفار کی تنگ نظری اَور عدمِ برداشت :

چنانچہ اَگلے دِن اِنہوں نے اِسی طرح کیا اَور لوگوں نے جب دیکھا کہ یہ مسلمان ہو گئے تو وہ ٹوٹ پڑے اِن پہ، مارنا شروع کر دیا حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے آ کے چھڑایا اِنہیں مگر اِس طرح نہیں کہ میری خاطر چھوڑ دو ایسے نہیں چھوڑنے والے تھے یہ لوگ کسی کی خاطر کسی کے لحاظ سے چھوڑنے والے نہیں تھے پورے بدلحاظ تھے اِن کو اِن کا فائدہ سُجھایا کہ دیکھو اگر تم نے اِس طرح مار ڈالا اِنہیں تو پھر تمہارے فلاں راستے سے گیہوں آتا ہے وہ آنا بند ہو جائے گا کیونکہ وہ تو یہی صورت تھی قبیلوں میں لڑائی چھڑ جاتی تھی راستے بند ہو جاتے تھے قصہ ہی ختم ہو جاتا تھا، جب تک مکافات نہ کریں ایک جھگڑا کھڑا ہو جائے گا بہت تکلیف کا باعث ہو گا حضرت اَبوذر رضی اللہ عنہ نے بھی یہی کہا بالکل نہیں آسکے گا بہرحال آ گئے پھر ٹھہرے، اَگلے دِن پھر اِسی طرح علی الاعلان اُنہوں نے تبلیغ بھی کی اِظہار بھی کیا کہ میں مسلمان ہو گیا ہوں پھر اِسی طرح سے اُن کو مارا پھر اِسی طرح حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بچایا۔ جیسے میں نے آپ کو نقشہ بتایا ہے کعبۃ اللہ کا اَور اُس کے گرد صرف میدان کا اَور اُس کے گرد مکانات آس پاس اِدھر اُدھر آبادی تو وہ (حضرت عباسؓ) آ گئے دونوں دفعہ اَور وہ ہمیشہ سے ہمدرد رہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے اَور اِسلام کے خیر خواہ رہے ہیں۔

رسول کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے نہیں مجبور کیا کہ تم اِعلان کرو ہاں ایسے ہے کہ ایسی جگہ کی تلاش کہ جہاں ہجرت کر کے چلے جائیں اَور عبادت اَدا کر سکیں اَپنی پوری طرح بلا رُکاوٹ کے اُس کا حکم ملا ہے اللہ کی طرف سے کہ یہاں سے چلے جائیں اَور اِس طرح سے کہ اِس اِس علامت کی جگہ ہے وہ جہاں جانا ہے آپ نے وہ علامتیں دیکھی ہیں خواب میں اِرشاد فرمایا خواب بتلایا کہ تمہارا دارِ ہجرت مجھے دِکھایا گیا ہے اِس طرح سے.......... لَابَتَیْنِ .... او کما قال علیہ السلام کھجور ہے اَور دونوں طرف اُس کے پہاڑوں کے درمیان ہے پہاڑی علاقہ اِدھر بھی اِدھر بھی، پھر ایسے ہوتا ہے اللہ کی قدرت کہ اَنصار مسلمان ہونے شروع ہو گئے اَور اِن کا عجیب پس منظر ہے۔

بنو اِسرائیل کی مختصر تاریخ :

یہ سمجھیے کہ بنو اِسرائیل کو بڑا عروج حاصل ہوا بہت بڑی سلطنت حضرت سلیمان علیہ السلام بھی اِنہیں میں سے گزرے ہیں پوری دُنیا کی حکمرانی رہی ہے اِن کی لیکن (یہ بنی اِسرائیل) خدا کی نافرمانی میں مبتلاء بھی رہے ہیں، گرفت بھی ہوتی رہی اِنہوں نے جب بہت برے کام کیے اَور اللہ کا قاعدہ ہے اِذَآ اَرَدْنَآ اَنْ نُّھْلِکَ قَرْیَۃً اَمَرْنَا مُتْرَفِیْھَا فَفَسَقُوْا فِیْھَا فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا جو اُس میں متمول آرام سے زندگی گزار سکنے والے لوگ ہوتے ہیں اَمِرْنَا بھی پڑھا گیا ہے اُن کو ہم بڑھا دیتے ہیں اَور جب وہ بڑھ جاتے ہیں تو پھر فسق و فجور برے کاموں پر لگ جاتے ہیں فَحَقَّ عَلَیْھَا الْقَوْلُ وہ زیرِ دفعہ آجاتے ہیں اُن پہ دفعہ لاگو ہو جاتی ہے۔ اللہ کی بات اُن پر صادق آنے لگتی ہے فسق کی وجہ سے جزا کے مستحق ہونے کی بات فَدَمَّرْنٰھَا تَدْمِیْرًا اُسے بالکل تباہ کر ڈالتے ہیں۔

بنی اِسرائیل پر اللہ کی پکڑ :

تو یہ بنو اِسرائیل جو تھے برے کاموں میں جب لگے تو اِن کا ایک دُشمن پیدا ہو گیا بُخْتِ نُصَّرْ بہت زبردست آدمی تھا وہ آیا اَور اُس نے بہت خون ریزی کی اِن کے تمام خاندان تمام آبادیوں کی آبادیاں بھاگ کھڑی ہوئیں گھر چھوڑ دیے تو کچھ تو خیبر میں آکر آباد ہوئے اَور کچھ مدینہ منورہ میں آباد ہو گئے بنو قریظہ، بنو نضیر، بنو قینقاع یہ لوگ جو تھے یہ وہی تھے۔

اَنصار کی مختصر تاریخ :

اَور اَنصار جو ہیں اَنصار، یہ ہیں وہ جو وادی سبا تھی ملکہ سبا بلقیس جس کا ذکر (قرآن میں) پڑھتے ہیں تو وادی سبا بہت زیادہ سرسبز تھی شاداب تھی پھل تھے جو باغ تھے اُن کی دو وادیاں تھیں جیسے وادی کاغان کا ذکر ہوتا ہے سری نگر کا ذکر ہوتا ہے اِس طرح سے یہ وادیاں تھیں اُن کی بہت سرسبز اَور شاداب وہ سب تباہ ہوگئیں اِس لیے کہ وہ یہ دُعا کرتے تھے رَبَّنَا بَاعِدْ بَيْنَ اَسْفَارِنَا کہ اَب چلتے ہیں سفر میں تو تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد آبادی آجاتی ہے سفر کا مزہ نہیں آتا کچھ مشقت ہونی چاہیے سفر کی وغیرہ وغیرہ خدا کے بندوں کے دماغ میں یہ (ناشکری کی) بات آئی اَور ساتھ ساتھ فسق و فجور میں مبتلاء ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے سَيْلَ الْعَرِمِ بھیج دی وہاں ایک بند تھا اُس سے (آب پاشی کا) کام لیتے تھے پیچھے سے کوئی سیلاب آیا ہے اِتنے زور کا کہ وہ ڈیم ٹوٹ گیا اَور تمام علاقہ بنجر ہوگیا یہ بھی اللہ تعالیٰ نے (قرآن پاک میں) ذکر فرمایا وَبَدَّلْنٰهُمْ بِجَنَّتَيْهِمْ جَنَّتَيْنِ ذَوَاتَىْ اُكُلٍ خَمْطٍ وَّاَثْلٍ وَّشَيْئٍ مِّنْ سِدْرٍ قَلِيْلٍ بس وہاں کچھ جھاؤ رہ گیا کچھ وہ کانٹے دار درخت رہ گئے بیریاں رہ گئیں باقی سب صاف ہوگئے۔

یمن سے نقل مکانی :

یہ لوگ وہاں سے ہٹے تو یہ مدینہ منورہ میں آگئے اِن کے آباؤ اَجداد مدینہ منورہ میں آکر پھر رہنے لگے اَب جب یہ یہودی تباہ ہوئے تو یہ بھی اِدھر آگئے۔

یہودی سود خور، ظالم، بے حیاء :

اَور جب یہاں جم گئے مدینہ منورہ میں تو پھر وہی کاروبار سودی شروع کردیے یہ سودی ہمیشہ سے رہے ہیں رشوتیں لینی ڈھونس جمانی اِتنا ظلم کیا اِن ظالموں نے کہ اَوس اَور خزرج جو قبیلے بعد میں اَنصار کہلائے ہیں اِن کے یہاں جب شادی ہوتی تھی تو وہ لڑکی ایک رات یہودیوں کے سردار کے پاس رہتی تھی پھر رُخصتی ہوتی تھی اَگلے دِن اُس کی اَور یہ مجبور تھے شاید سود کے وجہ سے یا کس چیز کی وجہ سے گرے ہوئے تھے ایسے کہ یہ ذلّت گوارہ کرتے رہے حتی کہ اِنہیں ایک دفعہ غصہ آیا اَور اِنہوں نے یہودیوں کو مارنا شروع کیا اُن کی اچھی طرح مرمت کردی پٹائی بھی کی ہوگی قتل بھی کیے ہوں گے بہرحال اِس بلا سے اِس ذلّت سے اُن کی جان چھوٹ گئی۔

بے حیاء یہودیوں کی خوش فہمی :

تو اَب یہودیوں کی وہ بات نہ رہی کہ اَکڑ کر چل سکیں وہ کہا کرتے تھے کہ ہم میں نبی آنے والے ہیں وہ نبی آئیں گے تو پھر ہم تم لوگوں سے بدلہ لیں گے ظالم بھی خود اَور اپنے ہی میں نبی بھی لانا چاہ رہے ہیں اَور بدلہ بھی اِن (مظلوم) اَنصار سے لینا چاہ رہے ہیں۔

پھر یہ ہوا کہ اَوس اَور خزرج میں باہم قبائلی لڑائی چھڑ گئی وہ چلتی رہی ہے ایک سو بیس سال بڑی لمبی لڑائی جو کوئی اُن میں اُبھرتا تھا وہ مارا جاتا تھا دُوسرا اُبھرا وہ مارا گیا کوئی خاص قابلِ ذکر سردار بھی نہیں رہا یعنی یہ صدیوں پر پھیلی ہوئی تاریخ ہے۔ ہجرت سے کوئی تین سال چار سال پہلے لڑائی ختم ہوئی ہے اَور یہودیوں کی وہ باتیں اِن کے ذہن میں تھیں وہ دھمکیاں دیا کرتے تھے کہ نبی آنے والے ہیں اَور وہ آئیں گے تو ہم تمہاری خبر لیں گے اَور ہمیں تمہارے اُوپر غلبہ حاصل ہو جائے گا۔

اَنصار کا قبولِ اِسلام میں سبقت لے جانا :

مدینہ منورہ کے دونوں قبیلے اَوس اَور خزرج کی جب یہ لڑائی تھمی آپس کی تو پھر یہ مکہ مکرمہ حج وغیرہ کے لیے آنے شروع ہوئے، یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ حج کے موقع پر دعوت دیا کرتے تھے اِسلام قبول کرنے کی اپنے عقیدے توحید کی تو جو قبائل آتے تھے باہر سے اُن میں آپ تشریف لے جاتے تھے وہاں جا کر گفتگو کرتے تھے تو اِن لوگوں سے جب گفتگو ہوئی تو اِن لوگوں نے کہا کہ جو یہودی کہتے ہیں کہ اِس طرح نبی آنے والے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ یہی ہیں وہ نبی تو ایسا کیوں نہ کریں ہم سبقت کریں یہودیوں سے بھی پہلے ہم اِسلام قبول کر لیں تو یہودیوں سے بھی پہلے وہ مسلمان ہونے شروع ہو گئے ہر سال وہ آتے تھے تو کچھ نہ کچھ تعداد زیادہ ہو جاتی تھی۔

تعلیمِ دین کے لیے صحابی کی مدینہ منورہ آمد :

رسول اللہ ﷺ نے وہاں تبلیغ کے لیے کچھ حضرات بھیج دیے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ اِنہوں نے وہاں تبلیغ کی بہرحال اِن کے اِسلام قبول کرنے کا ایک محرک یہ بھی تھا کہ یہودیوں سے یہ بات سنی تھی کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم مبعوث ہونے والے ہیں وہ اِتنی دفعہ سنی تھی کہ وہ ذہن میں بسی ہوئی تھی

سب کے ایک دو نہیں ہیں سب کے اَز اَوّل تا آخر یہودی بھی عیسائی بھی اِسی لیے قرآن پاک میں آیا ہے اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنَاهُمُ الْکِتَابَ جن کے پاس کتاب ہے یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآئَهُمْ ۱؎ یہ رسول اللہ ﷺ کا رسول ہونا اِس طرح جانتے ہیں جیسے اپنے بیٹے کا بیٹا ہونا جانتے ہیں تو اَب اِن کے قبول کرنے کی وجہ سے یہ ہو گیا کہ یہاں مدینہ منورہ میں جگہ بن گئی اَور رسول اللہ ﷺ نے پھر حکم دیا (صحابہ کو) کہ یہاں سے وہاں چلے جائیں۔ ابھی خود آپ کو حکم نہیں ہوا تھا کہ آپ بھی ہجرت کر جائیں اَور نبی کو جس جگہ حکم دیا جائے وہیں ٹھہرتے رہے ہیں تو خود اِس لیے نہیں تشریف لے گئے آخر میں آپ کو بھی حکم ہوا ہجرت کی اِجازت ہوئی اَور رسول اللہ ﷺ بھی وہاں تشریف لے گئے۔

ہجرت کیوں فرض ہوئی ؟

آپ نے فرمایا کہ ہجرت فرض ہے کیونکہ جو کوئی مسلمان ہوگا کہیں بھی اَور وہ رہے گا کافروں میں تو مارا جا سکتا ہے عبادات بھی نہیں اَدا کر سکتا تو اِس واسطے وہ ہجرت کر کے آجائے فرض تھی اَور (حکم) اِتنا زبردست طرح کہ قرآنِ پاک میں آیا ہے اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِکَةُ ظَالِمِیْٓ اَنْفُسِهِمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْ کُنَّا مُسْتَضْعَفِیْنَ فِی الْاَرْضِ ہم کمزور لوگ تھے اِس لیے ہم وہاں رہے قَالُوْٓا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰهِ وَاسِعَةً فرشتے پوچھتے ہیں پوچھیں گے اُس سے سوال کرتے ہیں کہ کیا زمین دراز نہیں تھی کھلی ہوئی نہیں تھی فَتُهَاجِرُوْا فِیْهَا (کہ تم اُس میں ہجرت کر جاتے) فَاُولٰٓئِکَ مَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ اُن کا ٹھکانا جہنم ہے وَسَآءَتْ مَصِیْرًا○ اِلَّا الْمُسْتَضْعَفِیْنَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ ۲؎ سوائے اُن لوگوں کے کہ جو بالکل کمزور ہیں سفر نہیں کر سکتے مرد ہیں عورتیں ہیں وہ اَلگ بات ہے ورنہ جو سفر کرنے کے قابل ہیں اُنہیں ہجرت کرنی فرض ہے۔

تو یہاں ایک لفظ (ہجرت) میں نے اَبھی ذکر کیا ہے اَور اُس کے بارے میں عرض کیا تو ذہن میں آیا کہ یہ تاریخ بھی معلوم ہونی چاہیے کہ یہ آبادیاں کہاں کہاں سے آئی ہیں یہ (اَوس اَور خزرج) سبا (یعنی یمن) سے آئے ہوئے تھے تو یہ یمن کا قبیلہ ہے ویسے تو غالبًا وہ بھی بنو اِسرائیل ہی میں سے ہے ملکہ سبا بھی۔

۱؎ سورہ بقرہ آیت نمبر ۱۴۶ ۲؎ سورۃ النساء آیت ۹۷ و ۹۸

یمن کے حکمران کی آمد، آپ کے لیے مکان بنایا اَور وصیت نامہ لکھا :

اَور اِنہیں کا حکمران جو تھا یمن کا "تُبَّعْ" تھا وہ تبع بھی آئے ہیں یہاں (مدینہ منورہ) اَور اُنہوں نے آکر یہاں ایک مکان بنایا ہے اَور ایک خط لکھا ہے (جس میں) رسول اللہ ﷺ کے لیے وصیت کی ہے کہ جب وہ تشریف لائیں تو یہ مکان اُن کے لیے ہے اَور یہ میرا عریضہ ہے اُن کے لیے۔ تو جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے تشریف لائے ہیں تو وہ مکان اُس زمانہ میں اَبواَیوب اَنصاری رضی اللہ عنہ کی تحویل میں تھا وہ گرامی نامہ بھی موجود تھا اُن کا جو خط تھا وہ بھی موجود تھا وہ بھی پڑھا ہے آپ نے پھر بھی اپنے لیے اَلگ جگہ بنائی ہے وہاں قیام ضرور فرما لیا ہے تو وہ یمن کے تھے اَور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْاِیْمَانُ یَمَانٍ وَالْحِکْمَۃُ یَمَانِیَّۃٌ [1] ایمان، یمن کا اِیمان ہے۔ حکمت، یمنی حکمت۔ یمن کی تعریف فرمائی۔

ہوسکتا ہے کہ یہ بھی اَنصار کی طرف اِشارہ ہو کہ یہ بہت بڑے لوگ تھے اَنصار اَور اِس میں کوئی شک نہیں ہے اَنصار کی بہت بڑی فضیلت آئی ہے، پوری باتیں تو نہیں ہوسکتیں اِس حدیث کے بارے میں تو اَبھی شروع میں نے کی تھی درمیان میں رہ گئی اللہ نے چاہا آئندہ کریں گے اللہ تعالیٰ ہمیں آخرت میں اُن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اِختتامی دُعاء........

مخیّر حضرات سے اَپیل

جامعہ مدنیہ جدید میں بحمد اللہ چار منزلہ دارُ الاقامہ (ہوسٹل) کی تعمیر شروع ہو چکی ہے پہلی منزل پر ڈھائی کروڑ روپے کی لاگت کا تخمینہ ہے، مخیّر حضرات کو اِس کارِ خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی دعوت دی جاتی ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ (اِدارہ)

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۲

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۴۷

''اَلحامد ٹرسٹ'' نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد و اخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

اِسلام کا اِقتصادی نظام

سوالات وجوابات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ اَمَّابَعْدُ !

آپ نے دریافت کیا ہے کہ :

س : اِسلام کا اِقتصادی نظام کیا ہے؟

ج : اِس کا جواب یہ ہے کہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''اِسلام کا اِقتصادی نظام'' کا مطالعہ کریں نیز اِس کے بعد لکھی گئی ایک کتاب جو مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھی ہے ''اِسلام کے سیاسی و اِقتصادی مسائل'' اُس کا بھی مطالعہ کریں دونوں کتابیں پاکستان میں طبع ہوئی ہیں زیرِ مطالعہ رہنی چاہئیں۔

س : حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اِقتصادی نظام وضع کرتے وقت اِسلام کے کن اُصولوں کو سامنے رکھا؟

ج : شہنشاہیت اَور آمریت کی نفی۔

س : حضرت شاہ ولی اللہ کا پیش کردہ نظام آیا بالکل اِسلامی ہے؟

ج : وہ بالکل اِسلامی ہے اُس کا ماخذ قرآنِ کریم حدیث اَور فقہ ہے لیکن اُن کی کتابوں کا مطالعہ کرنے والے مختلف ذہن کے لوگ ہیں بعض یورپ زدہ، کمیونزم سے مسحور ہیں ایسے لوگوں نے بھی حضرت شاہ صاحبؒ کی تصانیف کے اِقتباسات اِستعمال کیے ہیں اَور مطلب برآری کی ہے۔ ایسے تمام مضامین و تصانیف کی ذمہ داری سے شاہ صاحبؒ بری ہیں۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شاہ صاحبؒ کے اَفکار کا صحیح خاکہ ''شاندار ماضی'' سے نقل کردیا جائے۔(ص ۷۔۸۔۹۔۱۰ ج ۲)

اِقتصادی اُصول

(۱) دولت کی اَصل بنیاد محنت ہے۔ مزدور اَور کاشتکار قوتِ کاسبہ ہیں۔ باہمی تعاون، مدنیت (شہریت) کی رُوحِ رواں ہے۔ جب تک کوئی شخص ملک وقوم کے لیے کام نہ کرے، ملک کی دولت میں اُس کا کوئی حصہ نہیں۔ ۱؎

(۲) جوا، سٹہ اَور عیاشی کے اَڈے ختم کیے جائیں جن کی موجودگی میں تقسیمِ دولت کا صحیح نظام قائم نہیں ہوسکتا اَور بغیر اِس کے کہ قوم اَور ملک کی دولت میں اِضافہ ہو دولت بہت سی جیبوں سے نکل کر ایک طرف سمٹ آتی ہے۔ ۲؎

(۳) مزدور، کاشتکار اَور جو لوگ ملک وقوم کے لیے دماغی کام کریں دولت کے اَصل مستحق ہیں۔ اُن کی ترقی اَور خوش حالی ملک وقوم کی ترقی اَور خوش حالی ہے۔ جو نظام اِن قوتوں کو دَبائے وہ ملک کے لیے خطرہ ہے اُس کو ختم ہونا چاہیے۔ ۳؎

(۴) جو سماج محنت کی صحیح قیمت اَدا نہ کرے، مزدوروں اَور کاشتکاروں پر بھاری ٹیکس لگائے قوم کا دُشمن ہے اُس کو ختم ہوجانا چاہیے۔ ۴؎

۱؎ ملاحظہ ہو حجۃ اللہ البالغہ باب سیاست المدینہ۔ البدور البازغۃ مبحث الارتفاق الثالث اَور اَلخیر الکثیر۔

۲؎ حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق ۳؎ حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق۔

۴؎ حجۃ اللہ البالغہ باب سیاست المدینہ ایضًا باب الرسوم السائرہ بین الناس۔

(۵) ضرورت مند مزدور کی رضا مندی قابلِ اِعتبار نہیں جب تک اُس کی محنت کی وہ قیمت اَدا نہ کی جائے جو اِمدادِ باہمی کے اُصول پر لازم ہوتی ہے۔ ۱

(۶) جو پیداوار یا آمدنی تعاونِ باہمی کے اُصول پر نہ ہو وہ خلافِ قانون ہے۔ ۲

(۷) کام کے اَوقات محدود کیے جائیں۔ مزدوروں کو اِتنا وقت ضرور ملنا چاہیے کہ وہ اَخلاقی اَور رُوحانی اِصلاح کر سکیں اَور اُن کے اَندر مستقبل کے متعلق غور و فکر کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ ۳

(۸) تعاونِ باہمی کا بہت بڑا ذریعہ تجارت ہے لہٰذا اِس کو تعاون کے اُصول پر ہی جاری رہنا چاہیے۔ پس جس طرح تاجروں کے لیے جائز نہیں کہ وہ بلیک مارکیٹ یا غلط قسم کے ''کمپی ٹیشن'' سے رُوحِ تعاون کو نقصان پہنچائیں، ایسے ہی حکومت کے لیے درست نہیں کہ بھاری ٹیکس لگا کر تجارت کے فروغ و ترقی میں رُکاوٹ پیدا کرے یا رَخنہ ڈالے۔ ۴

(۹) وہ کاروبار جو دولت کی گردش کو کسی خاص طبقہ میں منحصر کر دے ملک کے لیے تباہ کن ہے۔ ۵

(۱۰) وہ شاہانہ نظامِ زندگی جس میں چند اَشخاص یا چند خاندانوں کی عیش و عشرت کے سبب سے دولت کی صحیح تقسیم میں خلل واقع ہو، اِس کا مستحق ہے کہ اِس کو جلد اَز جلد ختم کر کے عوام کی مصیبت ختم کی جائے اَور اُن کو مساویانہ نظامِ زندگی کا موقع دیا جائے۔ ۶

اِس باب میں صرف حوالے پیش کیے جائیں گے اِس کے بعد عبارتیں تشریحات و اِقتباسات کے زیرِ عنوان ملاحظہ فرمائیے۔

---

۱ حجۃ اللّٰہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق ۲ ایضًا ۳ حجۃ اللّٰہ البالغہ باب اِقامۃ الارتفاقات و اِصلاح الرسوم و باب ضبط المبہم ۴ حجۃ اللّٰہ البالغہ باب البیوع المنہی عنہا ۵ حجۃ اللّٰہ البالغہ باب الارتفاق الرابع و باب البیوع المنہی عنہا ۶ حجۃ اللّٰہ البالغہ باب الرسوم السائرہ بین الناس و باب سیاست المدینہ و باب اِبتغاء الرزق و باب البیوع المنہی عنہا

سیاسیات اَور نظامِ حکومت کے بنیادی اُصول

(۱۱) زمین کا مالکِ حقیقی اللہ (اَور ظاہری نظام کے لحاظ سے اسٹیٹ) ہے۔ باشندگانِ ملک کی حیثیت وہ ہے جو کسی مسافر خانہ میں ٹھہرنے والوں کی۔ ملکیت کا مطلب یہ ہے کہ اُس کے حق اِنتفاع میں دُوسرے کی دخل اَندازی قانوناً ممنوع ہو۔ ۱

(۱۲) سارے اِنسان برابر ہیں کسی کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنے آپ کو مالکِ مُلک، ملکِ النّاس، مالکِ قوم یا اِنسانوں کی گردنوں کا مالک تصور کرے، نہ کسی کے لیے جائز ہے کہ وہ کسی صاحب اِقتدار کے لیے ایسے اِلفاظ اِستعمال کرے۔ ۲

(۱۳) اِسٹیٹ کے سربراہِ کار کی وہ حیثیت ہے جو کسی وقف کے متولی کی۔ وقف کا متولی اگر ضرورت مند ہو تو اِتنا وظیفہ لے سکتا ہے کہ عام باشندۂ ملک کی طرح زِندگی گزار سکے۔ ۳

بنیادی حقوق

حجۃ اللہ البالغہ اَور اَلبدور البازغہ وغیرہ تصانیف میں اِرتفاقات (مفاداتِ عامہ) کے عنوان سے بہت مفصل بحث کی ہے اُن کا حاصل یہ ہے کہ :

(۱۴) روٹی، کپڑا، مکان اَور ایسی اِستطاعت کہ نکاح کر سکے اَور بچوں کی تعلیم و تربیت کر سکے۔ بلالحاظ مذہب و نسل ہر ایک اِنسان کا پیدائشی حق ہے۔

(۱۵) اِسی طرح مذہب، نسل یا رنگ کسی تفاوت کے بغیر عام باشندگان ملک کے معاملات میں یکسانیت کے ساتھ عدل و اِنصاف، اُن کے جان و مال کی حفاظت، اُن کی عزت و ناموس کی حفاظت، حق ملکیت میں آزادی، حقوق شہریت میں یکسانیت ہر باشندۂ ملک کا بنیادی حق ہے۔

(۱۶) زبان اَور تہذیب کو زندہ رکھنا ہر ایک فرقہ کا بنیادی حق ہے۔

---

۱ حجۃ اللہ البالغہ باب اِبتغاء الرزق ۲ منصب اِمامت مصنفہ مولانا شاہ محمد اِسماعیل صاحب (ذکر سلطنتِ ضالہ)
۳ اِزالۃ الخفاء جلد دوم عہد فاروق اعظمؓ

(۱۷) بین الاقوامی تحفظات : اِن حقوق کے حاصل کرنے کی شکل یہ ہے کہ خود مختار علاقے بنائے جائیں۔ یہ خود مختار اکائیاں اپنے معاملات میں آزاد ہوں گی۔ ہر ایک یونٹ میں اِتنی طاقت ضرور ہونی چاہیے کہ اپنے جیسے یونٹ کے اِقدام کا مقابلہ کر سکے۔ یہ تمام اکائیاں ایک ایسے بین الاقوامی نظام (بلاک) میں منسلک ہوں جو فوجی طاقت کے لحاظ سے اِقتدارِ اعلیٰ کا مالک ہو۔ اُس کو یہ حق نہیں ہوگا کہ کسی مخصوص مذہب یا مخصوص تہذیب کو کسی یونٹ پر لاد سکے۔ اَلبتہ اُس کا یہ فرض ضرور ہوگا کہ کسی قوم یا یونٹ کو یہ موقع نہ دے کہ کسی دُوسری قوم کے مذہب یا تہذیب پر حملہ کر سکے۔

(۱۸) مذہبیات :

الف : دین اَور سچائی کی اَصل بنیاد ایک ہے اِس کے پیش کرنے والے ایک سلسلہ کی کڑیاں ہیں۔

ب : داعیانِ صداقت ہر ملک اَور قوم میں گزرے ہیں۔ اُن سب کا اِحترام ضروری ہے۔

ج : سچائی اَور دین کے بنیادی اصول تمام فرقوں میں تقریباً تسلیم شدہ ہیں مثلاً اپنے پروردگار کی عبادت، اُس کے لیے نذر و نیاز، صدقہ و خیرات، روزہ وغیرہ یہ سب کام سب کے نزدیک اچھے ہیں اَلبتہ عملی صورتوں میں اِختلاف ہے۔

د : ساری مذہبِ دُنیا کے سماجی اُصول اَور اُن کا منشاء و مقصد ایک ہے مثلاً ہر ایک مذہب اَور فرقہ جنسی اَنارکو ناپسند اَور اَخلاقی جرم قرار دیتا ہے۔ جنسی تعلقات کے لیے مرد اَور عورت میں ایک معاہدہ ہر ایک فرقہ میں ضروری ہے اَلبتہ معاہدہ کی صورتیں مختلف ہیں۔ ایسے ہی ہر ایک فرقہ اپنے مردہ کو نظروں سے غائب کر دینا ضروری سمجھتا ہے۔ اِختلاف اِس میں ہے کہ زمین میں دفن کر کے نظروں سے اَوجھل کیا جائے یا جلا کر۔[۱]

---

[۱] حجۃ اللہ البالغہ باب اَصل الدین واحد۔ البدور البازغہ، فصل حقائق الارتفاقات اَور مقالہ ثالثہ وغیرہ

جہاد

(۱۹) جہاد ایک مقدس فرض ہے مگر اِس کا معنی یہ ہیں کہ مقدس اُصول کے لیے اِنسان اپنے اَندر جذبۂ فدائیت پیدا کرے، یہاں تک کہ وہ اپنی ہستی اِن اُصولوں کے لیے فنا کردے۔[۱]

تشریحات و اِقتباسات

جو اُصول اُوپر بیان کیے گئے ہیں، حاشیہ میں اُن کے ماخذ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔ اِن تمام کا ترجمہ پیش کرنا طوالت ہے۔ البتہ چند اقتباسات جن سے ....''

س : یہ نظام دیگر اِزموں مثلاً کمیونزم، سوشلزم، کیپٹلزم اَور اِمپیریلزم سے کس لحاظ سے بہتر ہے اَور کیونکر ؟

کمیونزم :(COMMUNISM)

(۱) کمیونزم کے علمبردار عموماً دہریے ہیں منکر خدا و رسول ہیں گویا اُن کے پیشِ نظر صرف اِصلاحِ معاش و معاشرہ ہے اَور وہ فکرِ معاد سے عاری ہیں۔

(۲) کمیونزم ملوکیت کے خلاف جذباتی اَور شدید رَدِّعمل کی پیداوار تھا اِس لیے اُس میں اُس وقت غیر فطری حد تک ذاتی ملکیت کی نفی کی گئی تھی جو غلط تھی بعد میں تجربات کی روشنی میں اِس میں ردّ و بدل کیا گیا ہے اَور یہ عمل ہنوز جاری ہے۔

اِسلام اِن دونوں خرابیوں سے پاک ہے اِس میں فطرتِ اِنسانی کے مطابق قوانین بتائے گئے ہیں اِسلام اِن قوانین کو پہنچانے والے رسولوں پر اَور اُنہیں بھیجنے والے خدا پر اِیمان ضروری قرار دیتا ہے۔
وہ فطرت کو آخری طاقت نہیں مانتا بلکہ ایک غیبی طاقت کو صانع عالم اَور صانع فطرت مانتا ہے۔
وہ مخلوقات کے اَزلی اَبدی ہونے کا قائل نہیں خالق کے اَزلی اَبدی ہونے کا قائل ہے۔

---

[۱] اَلبدور البازغہ، مبحث الارتفاق الثالث و حجۃ اللہ البالغہ ج ۲ ص ۱۵۷

سوشلزم :(SOCIALISM)

اِصلاحِ معاشرہ کے لیے فکر اِنسانی سے تیار کردہ قواعد وقوانین کا نام ہے۔ اِس میں نَفِیُ لِلّٰهُ نہیں ہوتی۔ اگر یہ فقط اِنسانی سوچ پر مبنی ہو تو غلط ہے اَور اگر اِس میں اَحکامِ شرعیہ ملحوظ رکھے جائیں تو اِسے ''اِسلامی سوشلزم'' کہنا درست ہوگا۔

کیپٹیلزم :(CAPITALISM)

سرمایہ دَارانہ نظام ہے اِسلام نے اِسے منع کیا ہے سُورۂ اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ پارہ ۳۰ سُورۃُ الْھُمَزَۃِ وغیرہ میں اِس کی مذمت وممانعت ہے اَور عبرت کے لیے قارون کے واقعہ اَور اُسکے اَنجامِ بد کا ذکر بھی قرآنِ پاک میں فرمایا گیا ہے۔

اِمپیریلزم :(IMPERIALISM)

شہنشاہیت کی مذمت فرعون کے واقعات کے ضمن میں جابجا قرآنِ پاک میں موجود ہے اَور گمراہ کن وزیروں کی بھی۔

قرآن کریم اِن کو'' مُسْتَکْبِرِیْنَ '' فرماتا ہے اَور اُن کے مقابل عوام کو'' مُسْتَضْعِفِیْنَ '' (دیکھیے پ ۸ سورۂ اعراف آیت ۷۵ و ۷۶ ذکر قوم ثمود۔ اَور آیت ۸۸ آغاز پ ۹ ذکر قوم شعیب علیہ السلام اَور پ ۲۲ سورۂ سبا آیت ۳۱۔۳۲۔۳۳)

وَقَارُوْنَ وَفِرْعَوْنَ وَھَامَانَ وَ لَقَدْ جَآءَ ھُمْ مُّوْسٰی بِالْبَیِّنٰتِ فَاسْتَکْبَرُوْا فِی الْاَرْضِ وَمَا کَانُوْ سَابِقِیْنَ o فَکُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْبِہٖ فَمِنْھُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَیْہِ حَاصِبًا وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَخَذَتْہُ الصَّیْحَۃُ وَ مِنْھُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِہِ الْاَرْضَ وَ مِنْھُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیَظْلِمَھُمْ وَلٰکِنْ کَانُوْا اَنْفُسَھُمْ یَظْلِمُوْنَ o

(پ ۲۰ سُورۃ العنکبوت آیت ۳۹ و ۴۰)

''اَور ہلاک کیا قارون اَور فرعون اَور ہامان کو اَور اُن کے پاس موسیٰ کھلی نشانیاں لے کر پہنچا تو یہ ملک میں بڑائی کرنے لگے اَور ہم سے جیت جانے والے نہ تھے۔ پھر سب کو ہم

نے اپنے اپنے گناہ پر پکڑا تو اُن میں سے کچھ پر ہم نے ہوا سے پتھراؤ کا عذاب بھیجا اَور کچھ کو ''چنگھاڑ'' نے پکڑا اَور کوئی تھا کہ ہم نے اُسے زمین میں دھنسا دیا اَور کوئی تھا کہ ہم نے اُسے غرقِ آب کر دیا۔ اَور اللہ ایسا نہ تھا کہ اُن پر ظلم کرے لیکن وہ اپنا آپ ہی برا کیا کرتے تھے۔''

قرآنِ کریم میں عادت اللہ بتلائی گئی ہے :

فَلَمَّا جَآءَ هُمْ نَذِيْرٌ مَّازَادَهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا اِسْتِكْبَارًا فِى الْاَرْضِ وَمَكْرَ السَّيِّئِ الآية.(پ ۲۲ سُورۃ الفاطر آیت ۴۲، ۴۳، ۴۴)

''جب اُن کے پاس ڈر سنانے والا آیا تو اُن کا بدکنا اَور زیادہ ہو گیا۔ رُوئے زمین پر غرور و تکبر اَور برے کام کے دَاؤپیچ اَور برائی کا دَاؤ اُن ہی دَاؤں والوں پر اُلٹے گا تو کیا وہ پہلے گزرنے والوں کے دستور کے اِنتظار میں ہیں تو ہرگز تم اللہ کے دستور میں تبدیلی نہ پاؤ گے اَور نہ ہی اُس کا دستور ٹلتا پاؤ گے۔ کیا اُن لوگوں نے زمین پر سفر نہیں کیا کہ دیکھ لیں کہ اُن لوگوں کا جو اِن سے پہلے تھے کیسا اَنجام ہوا اَور وہ اُن سے زَور میں بہت زیادہ تھے۔ اَور اللہ وہ نہیں جس کو کوئی چیز آسمانوں یا زمین میں تھکا سکے، وہی ہے جو سب کچھ جانتا اَور کر سکتا ہے۔''

س : اِسلام میں ملکیت کا تصور کیا ہے؟ یعنی ایک آدمی زیادہ سے زیادہ کتنی اَراضی کا مالک ہو سکتا ہے؟

ج : اِسلام میں ذاتی ملکیت تسلیم کی گئی ہے۔ بے حساب مال تو ناجائز ذرائع آمدنی سے حاصل ہوتا ہے اَور وہ اِسلام میں ممنوع ہے۔ تاجر کو بھی دس فیصد سے زیادہ نفع نہیں لینا چاہیے۔ اِسلام کے اِقتصادی نظام سے درمیانہ طبقہ کی تعداد زیادہ ہو جاتی ہے نچلا طبقہ بہت ہی تھوڑا رہ جاتا ہے اَور لامحدود دَولت کسی کے پاس نہیں ہونے پاتی۔

اگر کسی نے ناجائز ذرائع سے حاصل کی ہے تو تھوڑی ہو یا زیادہ سب ضبط کر لی جائے گی۔ اَور اگر

کسی نے جائز ذرائع سے زمین حاصل کی ہے تو ''تحدید ملکیت'' کے بجائے ''تحدید اِنتفاع'' کی جائے گی کہ جتنی زمین وہ خود کاشت کر سکتا ہے یا جتنی زمین کی کاشت اُس کے گزارہ لائق آمدنی کے واسطے کافی ہے وہ اُس کی تحویل میں چھوڑ دی جائے گی۔ اِس سے زیادہ جتنی بھی زمین ہوگی وہ دُوسرے ضرورت مندوں کو نفع حاصل کرنے کے لیے دے دی جائے گی۔ ملکیت اُسی شخص کی رہے گی اِسلام میں ''تحدیدِ ملکیت'' کے الفاظ کے بجائے ''تحدید اِنتفاع'' پر نظر رکھی گئی ہے۔

س : اِسلام کے اِبتدائی دَور میں (بڑی) صنعتیں نہیں تھیں آج کے دَور میں یہ ذرائع آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے، کیا صنعتیں حکومت کی ملکیت ہوں گی یا نجی ؟

ج : ایسی تمام صنعتیں کہ جس کے لیے مشینیں منگانے کا بندوبست حکومت کرتی ہے اَور اُن کی رقوم کی اَدائیگی فارین ایکسچینج (FOREIGN EXCHAGE) کے ذریعہ کی جاتی ہے وہ سب حکومت کی مِلک ہوگی اُن کی آمدنی اسٹیٹ بینک میں جائے گی جو کاروبار حکومت چلانے اَور بیروزگار و محتاج لوگوں کے وظائف میں صرف ہوگی۔ (اِسی ذیل میں اِسمگلنگ بھی آتی ہے کیونکہ اُس کا بار کرنسی کی وساطت سے سارے ملک اَور عوام پر پڑتا ہے) اَلبتہ چھوٹی صنعتیں صنعتکاروں کی مِلک رہیں گی۔

س : زکات بھی اِقتصادیات کا بہت بڑا حصہ بنتی ہے جبکہ فقہ جعفریہ کے مطابق آج کل لوگ زکات سے اِنحراف کر رہے ہیں۔

ج : زکات ''اَموالِ باطنہ'' یعنی روپیہ اَور سونے اَور چاندی پر جبرًا وصول کرنا اِسلامی رُو سے غلط ہے اَلبتہ اَگر مالک مال خود اپنی مرضی سے بیت المال کو دے دے تو اِس کا اُسے اِختیار رہے۔

''اَموالِ ظاہرہ'' مثلاً وہ مویشی جنہیں چراگاہوں میں چرایا جاتا ہے اَور زمین کی پیداوار جن میں سبزی ترکاری سے لے کر باغات تک داخل ہیں اِسلامی حکومت عشری زمینوں سے عشر اَور خراجی زمینوں سے خراج وصول کرے گی۔

پاکستان میں قانون فقہ حنفی کا چلے گا اَلبتہ شیعہ حضرات کے لیے جو شاید تین پرسنٹ ہیں فقہ جعفری ہوگی گویا ایک طرح کی پرسنل لا ہوگی وہ اپنی زکات اپنے لوگوں کو اپنے طریقہ پر دے سکیں گے۔

س : بینکاری سسٹم سودی رائج کیا جائے گا یا غیر سودی ؟

ج : بینکوں کا نظام غیر سودی ہوگا چاہے مضاربت کی شکل اِختیار کی جائے۔ پی۔ ایل کی بنیاد پر یا کرنٹ اَکاونٹ میں رقم پر کسی حساب سے صاحبِ مال سے بینک اُس کے مال کی حفاظت کی رقم لیتا رہے اِس سے اپنے اَخراجات میں مدد لے، بینک اگر اِس کام کی کوئی مناسب اُجرت لے تو یہ اُس کا حق ہے۔

س : آج کے دَور میں بین الاقوامی سطح پر قرضوں کا تمام لین دین سود کی بنیاد پر ہے آیا اِسلامی اسٹیٹ بین الاقوامی سطح پر اپنا لین دین بند کردے گی ؟ اگر بند کردے گی تو کیا یہ معاشی لحاظ سے اسٹیٹ پر بوجھ نہیں ہوگا ؟

ج : بین الاقوامی لین دین میں شرعًا یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ جس ملک سے لین دین ہو رہا ہے وہ مسلمان ہے یا غیر مسلم۔ اگر وہ ملک غیر مسلم ہے اَور وہ ہم سے سود پر لین دین کرتا ہے تو مسلمان ملک کے لیے اُس سے سودی لین دین جائز ہے، آغازِ اِسلام سے یہ مسئلہ اِسی طرح چلا آرہا ہے۔

س : اِسلام میں مساوات کا تصور کہاں تک ہے ؟

ج : اِسلام میں مساوات کی بہت ہی تاکید سے تعلیم دی گئی ہے اَور سخت اَحکام جاری فرمائے گئے ہیں کوئی شخص دُوسرے کی توہین نہیں کرسکتا گالی نہیں دے سکتا تہمت نہیں لگا سکتا مار نہیں سکتا۔ اِسلام میں عزتِ نفس کو بہت اہمیت دی گئی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ تمہاری آبروئیں تمہارے مال ایک دُوسرے کے لیے ہر جگہ اِسی طرح حرام ہیں جیسے آج حج کے دِن اِس مہینہ اَور اِس شہر مقدس میں۔

☆ اَور اِس معنٰی میں مساوات کہ بیٹا یا بیٹی باپ کی برابری کرے اِسلام میں نہیں ہے۔

☆ کسی کو خاندان کی وجہ سے رنگ، نسل اَور وطن کی وجہ سے کسی دُوسرے پر فضیلت نہیں ہوگی سب برابر ہیں **لَا فَضْلَ لِعَرَبِیٍّ عَلٰی عَجَمِیٍّ** کسی عربی کو کسی عجمی پر فضیلت نہیں ہے۔

اِسلام نے بڑائی ''تکبر'' کو حرام قرار دیا ہے اَور مساوات بلکہ اِکرام اَور اِیثار کی تعلیم دی ہے۔

سورۃ الحشر پ ۲۶ آیت ۹ میں ہے کہ اپنے اُوپر ترجیح دیتے ہیں چاہے وہ خود شدید ضرورت مند ہوں۔

☆ البتہ یہ صورت کہ حکومت سب کو ایک سا رَاشن دیا کرے قحط کے زمانہ میں جائز ہے ورنہ نہیں۔

حضرت اِبن زبیر رضی اللہ عنہ نے زمانہ قحط میں ایسا کیا تھا۔

س : کیا غلامانہ تصور اِسلام کا صحیح ہے ؟ غلام کا کیا قصور ہے ؟ اُس کے حقوق اِتنے کیوں نہیں جو دُوسرے کے ہیں ؟ کیا وہ اِنسان نہیں ؟ اگر اِنسان ہے تو پھر اُس پر یہ ظلم کیسے رَوا ہے ؟

ج : اِسلام سے پہلے یہ رواج تھا کہ لوگ اپنی اَولاد کو بیچ دیا کرتے تھے اِس طرح آزاد شخص اپنی اَولاد کو غلام بنا دیا کرتا تھا اَفریقہ سے سوڈانیوں کو خرید کر لایا جاتا تھا مگر اِسلام نے اِسے قطعًا ناجائز قرار دیا ہے حتی کہ اگر کوئی کافر اپنی اَولاد کو بیچ دے اَور مسلمان خرید لے تو بھی وہ بچہ یا بچی غلام اَور باندی نہیں بنیں گے وہ اُس شخص کے ''پروردہ'' کہلائیں گے غلام یا باندی نہیں کہلائیں گے۔

☆ اِسی طرح اِسلام سے پہلے یہ طریقہ بھی تھا کہ آدمی کو اَغواء کر کے بیچ دیا کرتے تھے جیسے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اِس طریقہ کو بہت سختی سے حرام قرار دیا گیا۔

☆ تیسری صورت یہ تھی کہ جنگ میں قید ہو کر آنے والوں کو غلام اَور باندی بنایا جاتا تھا جنگی قیدی نہ بنایا جاتا تھا۔ تو آج یہ صورت دُشمن کے روّیہ پر موقوف ہے اگر ہمارا دُشمن خدانخواستہ ہمارے قیدیوں کو غلام بنائے گا تو ہم بھی (جوابًا) اُس کے قیدیوں کو غلام بنائیں گے اَور اگر وہ فقط قید رکھے گا تو ہم بھی فقط قید رکھیں گے لیکن اگر وہ ہمارے جنگی قیدیوں کو تکلیف میں رکھے گا تو ہم اُس کے قیدیوں کو تکلیف میں نہیں رکھ سکتے۔ اِسلام نے تکلیف پہنچانے کی اِجازت نہیں دی بلکہ ہم اُن کے ساتھ حسنِ سلوک ہی کا مظاہرہ کریں گے اَور قیدی کی ضروریات پوری کی جائیں گی۔

حامد میاں غفرلہٗ

قسط : ۱۸

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب بجنوری ﴾
فاضل دارُالعلوم دیوبند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی

عزم و اِستقلال :

یہ مصائب اَور شدائد ایسے ہیں کہ بڑے سے بڑا اجری اَور باحوصلہ اِنسان شکستہ خاطر ہو کر ہمت ہار دیتا لیکن حضرت شیخ الاسلام نے اِن حوادثات اَور مصائب و آلام کا مقابلہ ہنس کر کیا اَور دُنیا کو دِکھلا دیا کہ ۔

پھرتا ہے سیلِ حوادث سے کہیں مردوں کا منہ
شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ رَفتن آب میں

ہندوستان کی آزادی حضرت کے عزم و اِستقلال کی نشانی ہے لہٰذا حضرت کے عزم و اِستقلال کے واقعات لکھنے کے لیے ہندوستان کی جنگِ آزادی کی تاریخ دہرانا لازمی ہے لیکن مفصلات کو نقشِ حیات، اَسیر مالٹا، علماءِ حق اَور حیات شیخ الاسلام کا حوالہ دیتے ہوئے چند واقعات و حالات پیش کرتا ہوں۔

۱۹۳۶ء میں مسلم پارلیمنٹری بورڈ کے لیے حضرت شیخ نے طوفانی دورہ کیا۔ مسلم لیگ کے اُمیدواران کو کامیاب کرایا لیکن الیکشن ختم ہوتے ہی مسلم لیگی سیاست کا اَصل چہرہ سامنے آگیا۔ یہ اَیسا ہمت شکن وقت تھا کہ کوہِ اِستقلال بھی ڈگمگا جاتا لیکن تاریخ شاہد ہے کہ حضرت نے جمعیت کے مشن کو کامیاب کرنے کے لیے پھر کمرِ ہمت باندھی چنانچہ اُسی زمانہ کے حالات بیان کرتے ہوئے حضرت مولانا سیّد محمد میاں صاحب رحمہ اللہ حیات شیخ الاسلام میں تحریر فرماتے ہیں :

''اَلبتہ شیخ الاسلام مدظلہٗ نے مسلسل دو ماہ شب وروز دَورہ کرکے لیگ کے نظام کو زِندہ کیا اَور اُس کے اُمیدواروں کو کامیاب [۱] بنایا لیکن اَفسوس کہ کامیاب ہونے بعد مسٹر جناح اَور اُن کی جماعت نے حد درجہ عیاری اَور غداری کا ثبوت دیا اَور قوم پرور جماعتوں کی رفاقت کے تمام وعدے گاؤ خور ہو گئے اَور اَنگریز کے خلاف محاذ بنانے کے بجائے یہ جماعت اَور اُس کے قائد اَنگریزوں کے اِشاروں پر رقص کرنے لگے۔ حضرت مدظلہٗ کے لیے یہ صورتِ حال غیر قابلِ برداشت تھی چنانچہ آپ نے اِس جماعت سے علیحدگی اِختیار کی اَور اِعلان کر دیا، خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم .... الخ''

(ماخوذ اَز حیاتِ شیخ الاسلامؒ)

اِس کے بعد کیا ہوا یہ تمام حالات ۱۵؍ اگست ۱۹۴۷ء تک پھیلے ہوئے ہیں۔ ۱۹۳۶ء کے بعد کا زمانہ جمعیۃ العلماء اَور حضرت شیخ الاسلامؒ کے لیے نہایت صبر آزما وقت تھا اگر اُس وقت حضرتؒ عزم و اِستقلال سے کام نہ لیتے تو ہندوستان کبھی آزاد نہ ہوتا۔ آپ کے عزم و اِستقلال کے متعلق سیتا رام شکل لکھتے ہیں :

''۱۹۴۲ء کی بات ہے نینی جیل میں جب یہ خبر آئی کہ تحریک فیل ہونے کے باوجود مہاتما گاندھی نے اپنے ۹؍ اگست والے ریزولیوشن کو واپس نہیں لیا ہے تو بڑے بڑے دیش بھگتوں کا چہرہ اُداس ہو گیا لیکن مولانا مدنی صاحبؒ مسکرائے اَور کہا مہاتما جی نے ٹھیک کیا ہے، کیا ہو گیا زیادہ سے زیادہ کسی جیل میں میری قبر بن جائے گی۔''

(قومی آواز ۳۰؍ دسمبر ۱۹۵۸ء)

حضرتؒ کے اِن الفاظ میں کتنا بڑا عزم اَور اِستقلال ہے، اِن تمام حالات سے زیادہ سخت دَور اگست ۱۹۴۷ء کے بعد کا ہے۔ اِس سلسلہ میں مولانا اَبوالحسن علی صاحب ندویؒ فرماتے ہیں :

---

[۱] اِسی دو ماہ کے دَورے کا ذکر ہے کہ حضرت شیخؒ نے پورے دَورے کا سفر خرچ اپنی جیب سے برداشت کیا تھا جبکہ لیگ کے اَراکین اَور سرکردہ لیڈروں نے اپنے دَورے کا بل سینکڑوں روپیوں کا پیش کیا تھا حضرت شیخؒ کا یہ عمل اَور خلوص دیکھ کر مسٹر جناح اَور نواب زادہ لیاقت علی خان نے دانتوں کے نیچے اُنگلی دَبالی تھی، یہ ہے قوتِ خدمت۔ (عزیز الرحمٰن غفرلہٗ)

''مولانا کا ایک بہت بڑا کارنامہ جس کی اہمیت کا احساس بہت کم لوگوں کو ہے یہ ہے کہ ۱۹۴۷ء کے ہنگامے اَور اُس کے بعد ہندوستان میں مسلمانوں کی بقاء وقیام کا ایک بڑا ظاہری سبب مولانا ہی کی ہستی تھی ، یہ وہ وقت تھا کہ بڑے بڑے کوہ اِستقلال جنبش میں آگئے تھے سب یہی سمجھتے تھے کہ اَب ہندوستان میں مسلمانوں کا کوئی مستقبل نہیں۔

مسلمانوں کی تاریخ میں دو ہی چار دَور ایسے گزرے ہیں جب مسلمانوں کی اَور اِسلام کی بقاء کا سوال آگیا ہے۔ ۱۹۴۷ء کا ہنگامہ ہندوستان کے مسلمانوں کے حق میں اِسی نوعیت کا تھا۔ اَصل مسئلہ سہارنپور کے مسلمانوں کا تھا سارا دَار ومدار اِن پر تھا، یہ اپنی جگہ چھوڑتے تو یو پی (U.P) کے مسلمانوں کے قدم لغزش میں آجاتے اَور سہارنپور کے مسلمانوں کا اِنحصار سارا کا سارا دو ہستیوں یعنی حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائپوریؒ اَور حضرت مدنیؒ پر تھا۔

اُس وقت مسلمانوں کی قسمت کا فیصلہ جمنا کے کنارے ہونا تھا لیکن یہ دو صاحبِ عزم مجاہد بندے وہاں جمع رہے اَور اُنہوں نے گھٹنے ٹیک دیے، ایک رائے پور کی نہر کے کنارے بیٹھ گیا اَور ایک دیوبند میں۔ آپ کو معلوم ہوگا یہ رائے پور اَور دیوبند مشرقی پنجاب کے اُن اِضلاع میں سے ہیں جہاں کشت وخون کا ہنگامہ گرم تھا لیکن یہ اللہ کے بندے پورے عزم واِستقلال سے جمے رہے اَور اِنہوں نے مسلمانوں کو یقین دِلایا کہ اِسلام کو یہاں رہنا ہے اَور رہے گا۔ اِنہوں نے کہا مسلمانوں کا یہاں سے نکلنا صحیح نہیں اگر تم مشورہ چاہتے ہو تو ہم مشورہ دیتے ہیں اَور اگر فتویٰ کی ضرورت ہے تو ہم فتویٰ دینے کو تیار ہیں کہ اِس وقت یہاں سے مسلمانوں کا جانا درست نہیں۔

اِس وقت جو ہندوستان میں مسلمان قائم ہیں یہ اِن ہی بزرگوں کا اِحسان ہے۔ ہندوستان میں اِس وقت جو مسجدیں قائم ہیں اَور اُن میں جو نمازیں پڑھی جا رہی ہیں اَور پڑھی جاتی رہیں گی یہ اِن ہی کا طفیل ہے۔ ہندوستان میں جتنے مدرسے اَور خانقاہیں اَور

اُن سے جو فیوض و برکات صادِر ہورہے ہیں اَور ہوتے رہیں گے اِن ہی کے رہینِ منت ہوں گے اَور اُن سب کا ثواب اِن کے اعمال نامے میں لکھا جاتا رہے گا۔ اِس سلسلہ میں حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی ؒ نے سارے ملک کا دَورہ بھی کیا، اِیمان آفریں اَور وَلولہ اَنگیز تقریریں بھی کیں اَور اپنے ذاتی اَثر و رُسوخ اپنی تقریروں اَور اپنے طرزِ عمل سے مسلمانوں کو اِس ملک میں رہنے اَور اپنے ملک کو اپنا سمجھنے اَور حالات کا مقابلہ کرنے پر آمادہ کیا............الخ۔'' (مدینہ ۹ر جنوری ۱۹۵۸ء)

مولانا اَبوالحسن صاحبؒ نے اُوپر اِرشاد فرمایا ہے کہ مسلمانوں کی تاریخ میں دو ہی چار دَور ایسے گزرے ہیں جب مسلمانوں کی اَور اِسلام کی بقاء کا سوال آگیا ہے اَور ۱۹۴۷ء کے ہنگاموں کو اِسی قسم کے اَدوار میں شمار کیا ہے لہٰذا میں مناسب سمجھتا ہوں کہ اُن میں سے ایک دَور اَور اُس کے رہنما کے اعظم کی طرف اِشارہ کردُوں تاکہ حضرت شیخ الاسلامؒ کے عزم اَور اِستقلال کا مقام سامنے آجائے۔

اُنہی قیامت خیز اِنقلابی اَدوار میں سے سب سے پہلا دَور جناب رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد کا ہے اَور یہ وہ وقت تھا کہ بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ جن میں حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ بھی ہیں اِس صدمۂ جانکاہ سے اِس قدر متاثر تھے کہ اُن کی سمجھ میں ہی نہیں آتا تھا کہ حضور ﷺ بھی وفات پاسکتے ہیں ایسی حالت میں حضرت اَبوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سب کو ہوش دِلایا اَور اِعلان کردیا۔

وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ اَفَائِنْ مَّاتَ اَوْقُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰى اَعْقَابِكُمْ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَّضُرَّ اللّٰهَ شَيْئًا. (الآية)

''محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں اگر وہ مرگئے یا قتل ہوگئے تو کیا بے دین ہوجاؤ گے لہٰذا جو بھی بے دین ہوجائے گا وہ اللہ تعالیٰ کو ذرّہ برابر نقصان نہیں پہنچا سکتا۔''

اِسکے بعد قبائلِ عرب کا مرتد ہوجانا اَور دُشمنانِ اِسلام کا مدینہ منورہ کی طرف للچائی ہوئی نظروں سے دیکھ کر سر اُٹھانا اَور اِسی قسم کے دُوسرے واقعات ایسے تھے کہ مسلمانوں اَور اِسلام کی بقاء کا سوال اُٹھنے لگا تھا

چنانچہ حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

''قسم ہے وحدہ لاشریک کی کہ اگر حضرت اَبوبکر رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ ہوتے تو رُوئے زمین پر کوئی خدا کی عبادت نہ کرتا..................الخ۔'' (رواہ البیہقی وابن عساکر)

ایسے ہی ۱۹۴۷ء کے بعد ہر مسلمان کی زبان پر یہی سوال تھا کہ ''مسلمان کیا کریں؟'' ایسے نازک وقت میں حضرتؒ نے نہایت عزم و اِستقلال سے کام لیا اَور پورے ملک کا دَورہ کر کے مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنے کے لیے آمادہ کیا اَور لکھنؤ میں مولانا آزاد کی زیرِ صدارت کانفرنس کر کے مسلمانوں کا سیاسیات سے علیحدگی کا اِعلان کر کے ایک بڑا کارنامہ اَنجام دیا۔ (جاری ہے)

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اَور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اَور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اَور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

قسط : ۴

پردہ کے اَحکام

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

''پردہ'' اِنسان کی فطری ضرورت ہے، سلیم الفطرت عورت کی حیاء وشرم کا طبعی تقاضا ہوتا ہے کہ اَپنوں کے سوا غیروں سے پردہ میں رہے بلکہ ایک حد تک اِنسان کا اپنے کو پردہ میں رکھنا اِنسانیت کا فطری تقاضا ہے۔ بے حیائی، بے پردگی اَور عریانیت کو کوئی شریف اِنسان گوارہ نہیں کرتا۔

اِس مجموعہ میں حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے جملہ اِفادات، ملفوظات، مواعظ، تصانیف فتاوی کو کھنگال کر پردہ سے متعلق جملہ ضروری مباحث کو عقل ونقل کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے۔ نیز پردہ کی مشکلات، ضرورت کے مواقع، ایک گھر میں رہتے ہوئے پردہ کی دُشواریاں اَور اُس کا حل وغیرہ وغیرہ ضروری مباحث کو تفصیل سے اِس مجموعہ میں ذکر کیا گیا ہے۔ نیز زینت اَور اُس کی اَحکام کی تفصیل، غیر عورتوں سے پردہ کی حد اَور اُن سے علاج کرانے سے متعلق ضروری ہدایات۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے اِستفادہ کی توفیق نصیب فرمائے، آمین۔

عورت کے لیے پردہ عقل وفطرت کا مقتضی ہے

بے پردگی کا ثمرہ :

فرمایا پردہ ایسی چیز ہے کہ اگر شریعت نہ بھی تجویز کرتی تب بھی غیرت کا مقتضی اَور فطری اَمر ہے کہ عورتوں کو پردہ میں رکھا جائے۔

ایک شخص نے شبہ پیش کیا کہ پردہ کا ذکر کون سی آیت یا حدیث میں آیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ

آپ جو سو دو سو کے نوٹ سب سے اَندر والی جیب میں رکھتے ہیں اَور بڑی حفاظت کرتے ہیں یہ کون سی آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ عورت کی قدر آپ کے نزدیک نوٹ کے برابر بھی نہیں ؟

اَفسوس ہر روز اِس بے پردگی کی بدولت نئے نئے شرمناک واقعات سننے میں آتے ہیں مگر پھر بھی ہوش نہیں آیا۔ اَبھی اَخبار میں دیکھا ہے کہ حیدر آباد میں ایک عام باغ ہے وہاں ایک رئیس زادی زیب و زینت کے ساتھ ٹہل رہی تھی اُسے بدمعاشوں نے چھیڑنا شروع کیا وہ عورتوں کے مجمع کی طرف بھاگی وہاں بھی پناہ نہیں ملی تو پولیس نے بچایا۔

ایک تعلیم یافتہ شخص اپنی بیوی سے کہتے تھے کہ کاش وہ دِن ہو کہ میں ہوں اَور تم ہو اَور ٹھنڈی سڑک پر ہاتھ میں ہاتھ لے کر گھومیں، یہ اَثر ہے نئی تعلیم کا۔

اَور لیجیے ایک جنٹلمین صاحب جنہوں نے (اپنی خاندانی شرافت کے خلاف) نیا نیا پردہ توڑا تھا وہ اپنی بیگم کو تفریح کی غرض سے منصوری پہاڑ پر لے گئے اَور تفریح کے لیے اُس سڑک پر گئے جہاں بڑے اَفسر اَنگریزوں کے بنگلے تھے وہاں ایک کوٹھی کے سامنے سے گزرے جو کسی بڑے اَفسر کی تھی اَور وہاں تین گورے پہرے پر تھے اِن کو دیکھ کر اُنہوں نے کچھ آپس میں گفتگو کی اَور ایک اُن میں سے چلا اَور اُن کی بیگم کا اُن کے ہاتھ میں سے ہاتھ چھڑا کر ایک طرف لے گیا اَور اُسے خراب کر کے لے آیا پھر دُوسرے اَور تیسرے نے بھی یہی عمل کیا اَور یہ اپنا منہ لے کر چلے آئے۔

اَفسوس لوگوں کو شرم غیرت نہیں رہی۔ یہ تو شریعت کی رحمت ہے کہ پردہ کا بھی حکم دے دیا، باقی غیرت خود ایک ایسی چیز ہے کہ اِس (بے پردگی) کو برداشت ہی نہیں کر سکتا وہ تو ایک قسم کی محبوبہ ہوتی ہے عاشق کب چاہتا ہے کہ میرے محبوب پر کوئی دُوسرا نظر ڈالے۔

ایک شخص نے عرض کیا کہ حضرت پردہ میں بھی تو ایسے قصے ہو جاتے ہیں پھر پردہ سے کیا فائدہ ہوا؟ فرمایا سبحان اللہ! جب پہلے تعلق ہوا ہے تو بے پردگی ہی سے ہوا ہے۔ وہ عورت پہلے اِس سے بے پردہ ہی تو ہوئی تھی جب تو تعلق ہوا۔ پردہ کے ہوتے ہوئے کوئی خرابی نہیں ہو سکتی جہاں خرابی ہوتی ہے بے پردگی سے ہوتی ہے، جہاں خرابی ہوتی ہے وہاں پردہ ہی نہیں ہوتا اَور اگر ہوتا ہے تو محض نام کا ہوتا ہے۔

پردہ کے متعلق اَکبر اِلہ آبادی نے خوب لکھا ہے :

کل جو بے پردہ نظر آئیں چند بیبیاں
اکبر زمیں میں غیرتِ قومی سے گڑ گیا
پوچھا جو میں نے آپ کا پردہ وہ کیا ہوا
کہنے لگیں عقل پہ مردوں کی پڑ گیا

اِس وقت پردہ اُٹھانے کی تحریک کا ثمرہ سوائے اِس کے کچھ نہیں ہوسکتا کہ عورتیں بے حیاء و بے شرم ہوکر علانیہ (کھلم کھلا) فسق و فجور (بدکاری) میں مبتلا ہوں اَور شوہروں کے تصرف سے نکل کر اُن کے عیش کو برباد کریں۔

عورتوں کو آزادی دینے کی خرابی :

صاحبو! اِسلام کی تعلیم کی قدر کرو، اِسلام کی تعلیم یہ ہے وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِیْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ یعنی حقوق میں تو عورتیں مردوں کے برابر ہیں مگر درجہ میں مرد بڑھے ہوئے ہیں جس کو دُوسرے مقام پر صاف طور سے بیان فرمایا ہے اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ الآیة کہ عورتیں مردوں کی اِمام نہیں بن سکتیں، نہ اُن پر حکومت کر سکتی ہیں۔ آگے فرماتے ہیں وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ کہ اللہ تعالیٰ زبردست ہیں اگر وہ چاہتے تو مرد عورت دونوں کو برابر کر دیتے مگر وہ حکیم بھی ہیں حکمت کا تقاضا یہی ہے کہ برابر نہ ہوں۔

اگر عورتوں کو آزادی دے دی جائے تو پھر اِن کی آزادی کی روک تھام بہت دُشوار ہوگی جیسا کہ اہلِ یورپ کو بہت دُشواریاں پیش آرہی ہیں۔ یورپ والے عورتوں کی آزادی سے خود بہت گھبرا گئے ہیں عورتوں نے اِن کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ اَخبارات کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ اہلِ یورپ کو عورتوں نے کیسا پریشان کر رکھا ہے (اِس لیے عورتوں کو آزادی نہیں دینا چاہیے) کیونکہ اَوّل تو آزدی کی روک تھام عقل سے ہوتی ہے اَور عورتوں میں عقل نہیں۔ اِن کا ناقص العقل ہونا مشاہد ہے۔ دُوسرے طبعی قاعدہ ہے کہ جو قوت ایک زمانہ تک بن رہی ہو جب اُس کو آزادی ملتی ہے تو ایک دَم سے اُبل پڑتی ہے (اِس کا جو اَنجام ہوگا ظاہر ہے)۔ اِس قاعدہ کی بناء پر ہندوستان کی عورتوں کو بلکہ مسلمانوں کی عورتوں کو ہرگز آزادی دینا مناسب نہیں کیونکہ اَب تو وہ قید ہیں اگر اِن کو آزادی مل گئی تو یقیناً ایک دَم سے اُبل پڑیں گی۔ غرض اِسلام میں عورتوں کو مردوں کے ساتھ مساوات تو نہیں ہے مگر حقوق کی رعایت ہے۔ (التبلیغ وعظ الحدود والقیود)

عورت میں عقل کم ہوتی ہے اَور جس میں عقل کم ہو اُس سے ہر کام میں غلطی کرنے کا احتمال ہے لہٰذا اِس کے واسطے سلامتی اِسی میں ہے کہ وہ زیادہ عقل والے کے تابع ہو۔ حق تعالیٰ کی بڑی رحمت ہے کہ عورتوں کو آزاد نہیں بنایا ورنہ اِن کا کوئی بھی کام درست نہ ہوتا، دین و دُنیا سب کاموں میں اِن سے غلطیاں ہوا کرتیں۔

بے حیائی، بے باکی و بے غیرتی :

آج کل بے پردگی کی زہریلی ہوا چل رہی ہیں بڑی ہی خطرناک چیز کی طرف مخلوق جارہی ہے۔ اِس کے نتائج نہایت ہی خراب نکلیں گے۔ بے حیائی کا بازار تو پہلے ہی سے کھلا ہوا تھا اَب بے باکی بھی شروع ہوگئی ہے اَور غضب یہ ہے کہ قرآن وحدیث سے اِس پر اِستدلال کرتے ہیں (یعنی بے پردگی کے جواز پر) جو سراسر دین کی تحریف ہے۔ یہ سب بے حیائی کے کرشمے ہیں۔ بڑے ہی فسق و فجور اَور اَور اِلحاد کا زمانہ ہے چاروں طرف سے دین پر حملے ہورہے ہیں ہر شخص نفسانیت پر اُترا ہوا ہے جانوروں کی طرح آزاد ہیں بالکل بے مہار ہیں جو چاہے کریں کوئی روک ٹوک کرنے والا نہیں برے کام اچھے سمجھے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دُنیا سے خیر و برکت رُخصت ہوگئی، آئے دِن اَرضی وسماوی (زمین وآسمان سے) بلاؤں کا ظہور ہورہا ہے لیکن عبرت پھر بھی نہیں، حق تعالیٰ سب کو ہدایت فرمائیں، آمین۔

بے پردگی کے حامی :

جتنے لوگ بے پردگی کے حامی ہیں سب میں دو چیزیں مشترک ہیں: بے حیائی اَور عیاشی۔ واقعی ایسے ہی لوگ بے پردگی کے حامی بنے ہوئے ہیں جن کو دین سے بے تعلقی ہے لیکن اگر اِن میں دین نہیں تب بھی غیرت بھی تو آخر کوئی چیز ہے۔

جن لوگوں نے پردہ اُٹھا دیا ہے اَور بے پردگی کے حامی ہیں یہ لوگ بے غیرت ہیں۔ اَحکامِ شرعیہ کے علاوہ طبعی غیرت بھی تو اِس سے مانع ہے (یعنی روکتی ہے) ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ بے غیرت بے حیاء پہلے سے ہی تھے اِسی لیے اِنہوں نے دین کو دُنیا کی خواہشات اَور نفسانیات کا تابع بنا دیا، کیا یہ اِسلام ہے۔

بے پردگی کے بہت برے نتائج ہورہے ہیں۔ یورپ میں اِس بے پردگی کی بدولت عورتیں اِس قدر خراب اَور برباد ہورہی ہیں کہ مرد عاجز اَور پریشان ہیں، کچھ نہیں کر سکتے۔

مرد عورت کے درمیان مساوات کا بھوت :

(عورتوں کو عہدے اَور اعلیٰ درجہ کی زیادہ تعلیم کا نقصان) مردوں عورتوں میں قدرتی فرق ہے، یہ عورتیں کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کر سکتیں۔ عقل اُن میں کم، برداشت کی قوت اُن میں کم، قویٰ اُن کے کمزور، اِس لیے یہ جلدی ضعیف بھی ہو جاتی ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات (برابری) کی مدعی ہو۔

آج کل بعض قومیں مساوات کی بہت مدعی ہیں وہ عورتوں کو مردوں کے برابر کرنا چاہتی ہیں مگر کسی نے کرتو نہ لیا چنانچہ آج کل اِس مساوات کے دعویٰ کی بناء پر عورتیں پارلیمنٹ میں ممبری کا دعویٰ کر رہی ہیں۔

(غور کرنے کی بات ہے) بھلا کہیں قدرتی فرق بھی کسی کے مٹانے سے مٹ سکتا ہے؟ اگر ایسا کیا بھی گیا اَور عورتوں کو مردوں کے برابر سب عہدے دے بھی دیے گئے مگر ظاہر ہے کہ اِس کے لیے عورتوں کو لیاقت حاصل کرنا پڑے گی علوم وفنون بھی حاصل کرنا ہوں گے اَور اِس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اَولاد کا سلسلہ بند ہو جائے گا کیونکہ اُس نے اَمریکن ڈاکٹر کا قول دیکھا ہے کہ عورت کو زیادہ تعلیم دینے کا اَثر یہ ہوتا ہے کہ اُس کی اَولاد نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو بہت کمزور ہوتی ہے (جو جلد مر جاتی ہے) تو قدرتی طور پر عورتوں کے قویٰ دماغیہ زیادہ تعلیم کے متحمل نہیں جب یہ بات ہے تو قدرتی طور پر مردوں اَور عورتوں میں مساوات نہیں ہو سکتی پھر نہ معلوم عورتوں کو برابری کا دعویٰ کیوں ہے۔ (حقوق البیت)

کیا پردہ تعلیم اَور دُنیوی ترقی کی راہ میں رُکاوٹ ہے :

ایک ترقی یافتہ صاحب کہتے تھے کہ عورتیں پردہ کی وجہ سے علمی ترقی سے رُکی ہوئی ہیں (یعنی پردہ علمی ترقی کی راہ میں سب سے بڑی رُکاوٹ ہے) میں نے کہا جی ہاں اِسی وجہ سے تو چھوٹی قوموں کی عورتیں جو پردہ نہیں کرتیں بہت تعلیم یافتہ ہوگئی ہیں۔

اَصل بات یہ ہے کہ تعلیم یافتہ یا غیر تعلیم یافتہ ہونے میں پردہ یا بے پردگی کو کوئی دخل نہیں بلکہ اِس میں بڑا دخل توجہ کو ہے۔ اگر کسی قوم کو عورتوں کی تعلیم پر توجہ ہو تو وہ لوگ پردہ میں بھی تعلیم دے سکتے ہیں ورنہ بے پردگی میں بھی کچھ کم نہیں ہو سکتا بلکہ غور کیا جائے تو پردہ میں تعلیم زیادہ ہو سکتی ہے کیونکہ تعلیم کے لیے یکسوئی اَور خیالات کے اِجتماع کی (یعنی ذہنی سکون) کی ضرورت ہے اَور وہ تنہائی کے گوشہ میں زیادہ حاصل ہوتی ہے

اِس لیے (سمجھدار) مرد بھی مطالعہ کے لیے تنہائی کا گوشہ اِختیار کرتے ہیں۔

پس عورتوں کا پردہ میں رہنا تو علوم کے لیے معین (مددگار) ہے نہ کہ مانع، نہ معلوم لوگوں کی عقلیں کیا ہوئیں جو پردہ کو تعلیم کے منافی (اَور نقصان دہ) سمجھتی ہیں۔ (مظاہر الاعمال۔ اِصلاح المسلمین)

کیا پردہ عورت کے لیے قید وظلم ہے؟

آج کل ایسا مذاق بگڑ گیا ہے کہ کوئی پردہ کو خلافِ فطرت کہتا ہے، کوئی قید اَور حبس کہتا ہے۔ ایک مسلمان اِنجینئر سے ایک پادری اِنجینئر نے کہا کہ مسلمانوں کا مذہب بہت اچھا ہے اِس میں سب خوبیاں ہیں سوائے اِس کے کہ عورتوں کو قید میں رکھا جاتا ہے۔ مسلمان اِنجینئر نے پادری اِنجینئر سے کہا کہاں؟ ہم نے تو کسی مسلمان عورت کو قید میں نہیں رکھا۔ اُس نے کہا وہی ''قید'' جس کا نام تم نے ''پردہ'' رکھا ہے۔ مسلمان اِنجینئر نے کہا کہ بتلایئے ''قید'' کس کو کہتے ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ قید خلافِ طبیعت کو کہتے ہیں اَور جو قید طبیعت کے خلاف نہ ہو اُس کو قید ہرگز نہیں کہیں گے ورنہ پاخانہ میں جو آدمی پردہ کر کے بیٹھا ہے اُس کو بھی قید کہنا چاہیے کیونکہ پاخانہ میں آدمی تمام آدمیوں کی نگاہوں سے چھپ جاتا ہے سب سے الگ ہو جاتا ہے مگر اِس کو کوئی قید نہیں کہتا کیونکہ یہ طبیعت کے خلاف نہیں بلکہ طبیعت کے موافق ہے۔ اِس لیے کوئی یہ نہیں کہتا کہ آج ہم اِتنی دیر قید میں رہے۔ اَور فرض کرو اگر اِسی پاخانہ میں کسی کو بلا ضرورت بند کر دیا جائے کہ باہر سے زنجیر لگائیں اَور ایک پہرہ دَار کھڑا کر دیا جائے اَور اُس سے کہہ دیا جائے کہ خبردار یہ آدمی یہاں سے نہ نکلنے پائے تو اِس صورت میں بے شک یہ حبس (قید) طبیعت کے خلاف ہوگا اَور اِس کو ضرور قید کہیں گے اَور اِس صورت میں بند کرنے والے پر بے جا قید کرنے کا مقدمہ قائم ہو سکتا ہے۔

بتایئے اِن دونوں صورتوں میں کیا فرق ہے؟ فرق صرف یہ ہے کہ پہلی صورت میں حبس (قید) طبیعت کے خلاف نہیں اَور دُوسری صورت میں حبس (قید) طبیعت کے خلاف ہے۔ پس ثابت ہوا کہ مطلق حبس (یعنی ہر پابندی اَور روکنے) کو قید نہیں کہہ سکتے بلکہ طبیعت کے خلاف حبس کو قید کہتے ہیں۔ پس پہلے آپ کو یہ تحقیق کرنے کی ضرورت ہے کہ مسلمان عورتیں جو پردہ میں رہتی ہیں وہ اُن کی طبیعت کے موافق ہے یا خلاف؟ اِس کے بعد یہ کہنے کا حق تھا کہ پردہ قید ہے یا نہیں۔

میں آپ کو مطلع کرتا ہوں کہ پردہ مسلمان عورتوں کی طبیعت کے خلاف نہیں ہے کیونکہ مسلمان عورت

کے لیے حیا اَمرِ طبعی ہے (یعنی فطرت اَور طبیعت کا تقاضا ہے) لہٰذا پردہ کا حبس طبیعت کے موافق ہوا اَور اِس کو قید کہنا غلط ہے۔ اُن کی حیا کا تقاضا بھی یہی ہے کہ (عورتیں) پردہ میں مستور (چھپی) رہیں بلکہ اگر اُن کو باہر پھرنے پر مجبور کیا جائے تو یہ طبیعت کے خلاف ہوگا اَور اِس کو قید کہنا چاہیے۔

پردہ میں غلو اَور عورت پر ظلم ، مردوں کی ذمہ داری :

ایسا پردہ نہ (ہونا چاہیے) جو قید کا مصداق ہو یعنی پردہ تو ضرور ہو مگر پردہ میں اِس کی دِلجوئی کا سامان بھی مہیا ہو۔ یہ نہیں کہ میاں صاحب نماز کو جائیں تو باہر سے تالا لگا کر جائیں کسی سے اِس کو ملنے نہ دیں، نہ اِس کی دِلجوئی کا سامان کریں۔ بے شک پردہ میں عورتوں کی دلچسپی کا سامان (اِنتظام) کریں کہ اُن کو باہر نکلنے کی ہوس ہی نہ ہو۔

سمجھنے کی بات ہے کہ اَگر مردوں کو کسی وقت وحشت ہوتی ہے تو باہر جا کر ہم جنسوں میں دِل بہلا سکتے ہیں۔ بے چاری عورتیں پردہ میں اکیلی کس طرح ہم جنسوں میں جا کر دِل بہلائیں۔ تم کو چاہیے کہ یا تو خود اِس کے پاس بیٹھو یا تم کو فرصت نہیں ہے تو اُس کی کسی ہم جنس عورت کو اُس کے پاس رکھو۔ اگر کسی وقت کسی بات پر وہ شکایت بھی کرے تو معمولی بات پر برا مت مانو، تمہارے سوا اُس کا کون ہے جس سے وہ شکایت کرنے جائے اُس کی شکایت کو ناز و محبت پر محمول کرو۔ (معارف حکیم الامتؒ)

پردہ کی وجہ سے بے خبری اَور بھولے پن کا شبہ :

ہندوستان کی عورتیں اکثر تو ایسی ہیں کہ اُن کو اپنے سوا دُنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی چاہے اُن پر کچھ ہی گزر جائے مگر اپنے کونے سے الگ نہیں ہوتیں۔ بس اُن کی وہ شان ہے جو حق تعالیٰ نے بیان فرمائی ہے **اَلْمُحْصَنَاتِ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتِ** یعنی پاک دامن ہیں اَور بھولی ہیں چالاک نہیں۔ اِس میں غافلات بھولی بھالی کا لفظ کیسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نقشہ کھینچ دیا۔ اَور یہ صفت عورتوں کے اَندر پردہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ اُن کو چار دِیواری کے سوا دُنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی جس کو آج کل کہا جاتا ہے کہ عورتوں کے پردہ نے مسلمانوں کا تنزل کر دیا کیونکہ عورتوں کو قید میں رہنے کی وجہ سے دُنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی نہ صنعت و حرفت سیکھتی ہیں نہ علوم و فنون سے آگاہ ہیں بس کمانے کا سارا بوجھ مردوں پر رہتا ہے۔ دُوسری قوموں کی عورتیں خود بھی صنعت و حرفت سے کماتی رہتی ہیں۔

توصاحبو! میں کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کی تعریف میں بے خبر فرمایا ہے تو ہزار خبرداریاں اِس بے خبری پر قربان ہیں۔ جب حق تعالیٰ عورتوں کے بھولے پن اَور بے خبری کی تعریف فرماتے ہیں تو سمجھ لو اِسی میں خیر ہے اَور اُس خبرداری میں خیر نہیں جس کو تم تجویز کرتے ہو۔ تجربہ خود بتلادے گا اَور جو قرآن کو نہ مانے گا اُسے زمانہ ہی خود بتلادے گا۔ قرآن کی تعلیم یہی ہے کہ عورتوں کے لیے غافل و بے خبر ہونا ہی اچھا ہے۔ (جاری ہے)

وفیات

۵؍نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے سفیر جناب قاری غلام سرور صاحب کی اہلیہ صاحبہ مختصر علالت کے بعد وفات پا گئیں، اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے نیز اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین۔

۲۷؍نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب ریحان علی صاحب کی والدہ صاحبہ بوجہ عارضہ قلب اِنتقال فرما گئیں، اللہ تعالیٰ مرحومہ کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، نیز اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین۔

۳۱؍اکتوبر کو جناب خالد شفیع صاحب کے بہنوئی سعودی عرب میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔

۲۴؍نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ مولانا اِسماعیل صاحب کے بھائی ٹریفک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔

۵؍نومبر کو جامعہ مدنیہ لاہور کے ناظم جناب مولانا شیر محمد صاحب کی ہمشیرہ صاحبہ بوجہ عارضہ قلب وفات پا گئیں۔ اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے نیز اُن کے پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے، آمین۔

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں جملہ مرحومین کے لیے اِیصالِ ثواب کرایا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

محرم الحرام کی فضیلت

اَور

منکراتِ مروجہ کی مذمت

﴿ حضرت مولانا مفتی سیّد عبدالکریم صاحب گمتھلوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب روزوں سے اَفضل رمضان کے بعد اللہ تعالیٰ کا مہینہ محرم ہے (یعنی اِس کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھنا رمضان کے سوا اَور سب مہینوں کے روزہ سے زیادہ ثواب رکھتا ہے) (مسلم شریف)۔ اَور جب آنحضرت ﷺ مدینہ میں تشریف لائے تو یہود کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے پایا، اِس لیے آپ ﷺ نے اُن سے فرمایا : ''یہ کیا دِن ہے جس میں تم روزہ رکھتے ہو؟ اُنہوں نے کہا : یہ بڑا دِن ہے اِس میں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام اَور اُن کی قوم کو نجات عطا فرمائی اَور فرعون اَور اُس کی قوم غرق ہوئی۔ پس موسیٰ علیہ السلام نے اِس کا روزہ بطورِ شکر کے رکھا تو ہم بھی اِس کا روزہ رکھتے ہیں۔ پس اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : تو ہم زیادہ حق دار ہیں موسیٰ علیہ السلام کے تم سے، پھر حضور ﷺ نے اِس کا روزہ رکھا اَور (دُوسروں کو) اِس کے روزہ کا حکم دیا (متفق علیہ) نیز اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے : میں اُمید رکھتا ہوں حق تعالیٰ سے کہ عاشورا کا روزہ کفارہ ہوجاتا ہے اُس سال کا (یعنی اُس سال کے چھوٹے گناہوں کا) جو اِس سے پیشتر (گزر چکا) ہے۔ (مسلم شریف)

اَور حدیث شریف میں ہے کہ جب رسول خدا ﷺ نے روزہ رکھا اَور اُس کے روزہ کا حکم دیا تو اُنہوں نے (یعنی صحابہؓ نے) عرض کیا کہ یہ ایسا دِن ہے جس کو یہود اَور نصاریٰ معظم سمجھتے ہیں تو آپ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال تک زندہ رہا تو نو تاریخ کو (بھی) ضرور روزہ رکھوں گا۔ (مسلم) اَور اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ روزہ رکھو تم عاشورہ کا اَور مخالفت کرو اِس میں یہود کی اَور (وہ اِس طرح کہ) روزہ رکھو اِس سے ایک دِن پہلے کا یا ایک دن بعد کا (غرض تنہا عاشورہ کا روزہ نہ رکھو، اِس سے

ایک دِن پہلے کا یا بعد کا ملا لینا چاہیے) اَور حدیث شریف میں ہے کہ عاشورہ کا روزہ رمضان (کے روزے فرض ہونے) سے پیشتر (بطورِ فرضیت) رکھا جاتا تھا۔

پس جب رمضان (کے روزوں کا حکم) نازل ہوا تو جس نے چاہا (عاشورا کا روزہ) رکھا اَور جس نے چاہا نہ رکھا (**جمع الفوائد عن الستة الا النسائی**) اَور اِرشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے فراخی کی اپنے اہل و عیال پر خرچ میں عاشورہ کے دِن، فراخی کرے گا اللہ تعالیٰ اُس پر (رِزق میں) تمام سال۔(رزین و بیهقی و فی المرقاة **قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَهٗ طُرُقٌ بَعْضُهَا صَحِیْحٌ وَبَعْضُهَا عَلٰی شَرْطِ مُسْلِمٍ**) پس یہ دو باتیں تو کرنے کی ہیں: ایک روزہ رکھنا کہ وہ مستحب ہے، دُوسرے مصارف میں کچھ فراخی کرنا (اپنی حیثیت کے موافق) اَور یہ مباح ہے۔اِس کے علاوہ اَور سب باتیں جو اِس دِن میں کی جاتی ہیں خرافات ہیں، لوگ اِس دن میلہ لگاتے ہیں اَور حضراتِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مصائب کا ذکر کرتے ہیں اَور اُن کا ماتم کرتے ہیں اَور مرثیہ پڑھتے ہیں اَور روتے چلاتے بھی ہیں اَور بعض لوگ تو تعزیہ اَور عَلَم وغیرہ بھی نکالتے ہیں اَور اُن کے ساتھ شرک و کفر کا معاملہ کرتے ہیں، یہ سب باتیں واجب الترک ہیں، شریعت میں اِس ماتم وغیرہ کی کوئی اصل نہیں ہے بلکہ اِن سب اُمور کی سخت ممانعت آئی ہے

تنبیہ :

بعض لوگ اِس روز مسجد وغیرہ میں جمع ہوکر ذکرِ شہادت وغیرہ سناتے ہیں۔اِس میں ثقہ لوگ بھی غلطی سے شریک ہوجاتے ہیں اَور بعض اہلِ علم بھی اِس کو جائز سمجھنے کی عظیم غلطی میں مبتلا ہیں۔دَرحقیقت یہ بھی ماتم ہے گو مہذب طریقہ سے ہے کہ سینہ وغیرہ وحشی لوگوں کی طرح نہیں کوٹتے لیکن حقیقت ماتم کی یہاں بھی موجود ہے **وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِالصَّوَابِ**. اَور اِرشاد فرمایا حق تعالیٰ نے پس جس شخص نے ذرّہ کے برابر نیکی کی وہ اُس کو دیکھ لے گا اَور جس نے ذرّہ کے برابر بُرائی کی وہ اُس کو دیکھ لے گا۔

چونکہ حضرت حکیم الامت مولانا اَشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اِصلاح الرسوم'' میں منکراتِ مروجہ کی نہایت عمدہ طریق پر تفصیل کے ساتھ اِصلاح فرمائی ہے، اِس واسطے اِصلاح الرسوم باب سوم کی فصل سوم سے عشرۂ محرم کی رسومِ قبیحہ کا بیان لکھا جاتا ہے۔یہ رسوم دو قسم کی ہیں : ایک وہ جو فی نفسہ حرام ہیں، دُوسری وہ جو فی نفسہٖ مباح تھیں مگر فسادِ عقیدہ کے سبب حرام ہوگئیں، دونوں کو جدا جدا بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اَوّل کے منکرات :

(۱) تعزیہ بنانا : اِس کی وجہ سے طرح طرح کا فسق و شرک صادر ہوتا ہے۔ بعض جہلاء کا اعتقاد ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ اِس میں حضرت اِمام حسینؓ رونق اَفروز ہیں اَور اِس وجہ سے اُس کے آگے نذر و نیاز رکھتے ہیں جس کا مَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ میں داخل ہوکر کھانا حرام ہے۔ اُس کے آگے دَست بستہ تعظیم سے کھڑے ہوتے ہیں، اُس کی طرف پشت نہیں کرتے، اُس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں، اُس کے دیکھنے کو زیارت کہتے ہیں اَور اِس قسم کے واہی تباہی معاملات کرتے ہیں جو صریح شرک ہیں۔ اِن معاملات کے اعتبار سے تعزیہ اِس آیت کے مضمون میں داخل ہے اَتَعْبُدُوْنَ مَا تَنْحِتُوْنَ یعنی کیا ایسی چیز کو پوجتے ہو جس کو خود تراشتے ہو۔ اَور طرف ماجرا یہ ہے کہ یا تو اُس کی بے حد تعظیم و تکریم ہو رہی تھی اَور یا دفعۃً اُس کو جنگل میں لے جا کر توڑ پھوڑ برابر کیا۔ معلوم نہیں آج وہ ایسا بے قدر کیوں ہوگیا، واقعی جو اَمر خلافِ شرع ہوتا ہے وہ عقل کے بھی خلاف ہوتا ہے۔ بعضے نادان یوں کہتے ہیں کہ صاحب اِس کو حضرت اِمام عالی مقام رضی اللہ عنہ کے ساتھ نسبت ہوگئی اَور اُن کا نام لگ گیا اِس لیے تعظیم کے قابل ہوگیا۔ جواب اِس کا یہ ہے کہ نسبت کی تعظیم ہونے میں کوئی کلام نہیں مگر جبکہ نسبت واقعی ہو مثلاً حضرت اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا کوئی لباس ہو یا اَور کوئی اُن کا تبرک ہو ہمارے نزدیک بھی وہ قابلِ تعظیم ہیں اَور جو نسبت اپنی طرف سے تراشی ہوئی ہو وہ ہرگز اسبابِ تعظیم سے نہیں ورنہ کل کو کوئی خود اِمام حسین رضی اللہ عنہ ہونے کا دعویٰ کرنے لگے تو چاہیے کہ اُس کو اَور زیادہ تعظیم کرنے لگو، حالانکہ بالیقین اُس کو گستاخ و بے اَدب قرار دے کر اُس کی سخت توہین کے دَرپے ہو جاؤ گے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ نسبتِ کاذبہ سے وہ شے معظم نہیں ہوئی بلکہ اِس کذب کی وجہ سے زیادہ اہانت کے قابل ہوتی ہے۔ اِس بناء پر اِنصاف کرلو کہ تعزیہ تعظیم کے قابل ہے یا اہانت کے۔

(۲) معازف و مزامیر کا بجانا : اِس کی حرمت حدیث میں صاف صاف مذکور ہے اَور باب اَوّل میں وہ حدیث لکھی گئی ہیں اَور قطع نظر خلافِ شرع ہونے کے عقل کے بھی تو خلاف ہے۔ معازف و مزامیر تو سامانِ سرور ہیں، سامانِ غم میں اِس کے کیا معنی؟ یہ تو در پردہ خوشی منانا ہے۔ ع برچنیں دعوائے اُلفت آفریں

(۳) مجمع فساق و فجار کا جمع ہونا : اِس میں وہ فحش واقعات ہوتے ہیں کہ ناگفتہ بہ ہیں۔

(۴) نوحہ کرنا : اِس کے بارے میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔ اَبوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے

کہ لعنت فرمائی ہے رسول اللہ ﷺ نے نوحہ کرنے والے اَور اُس کی طرف کان لگانے والے کو۔(ابوداؤد)

(۵) مرثیہ پڑھنا : اِس کی نسبت حدیث میں صاف ممانعت آئی ہے۔ابن ماجہ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرثیوں سے منع فرمایا ہے۔

(۶) اَکثر موضوع روایت پڑھنا : اِس کی نسبت احادیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں۔

(۷) اِن ایام میں قصداً زینت ترک کرنا : جس کو سوگ کہتے ہیں اور حکم اِس کا شریعت میں یہ ہے کہ عورت کو صرف خاوند پر چار ماہ دس دِن یا وضع حمل تک واجب ہے اَور دُوسرے عزیزوں کے مرنے پر تین دن جائز ہے باقی حرام، سواَب تیرہ سو سال کے بعد یہ عمل کرنا بلا شک حرام ہے۔

(۸) کسی خاص لباس یا کسی خاص رنگ میں اِظہارِ غم کرنا : اِبن ماجہ میں حضرت عمران بن حصینؓ سے ایک قصہ میں منقول ہے کہ ایک جنازہ میں رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو دیکھا کہ غم میں چادر اُتار کر صرف کُرتہ پہنے ہیں یہ وہاں غم کی اِصطلاح تھی۔آپ ﷺ نہایت ناخوش ہوئے اَور فرمایا کیا جاہلیت کے کام کرتے ہو یا جاہلیت کی رسم کی مشابہت کرتے ہو؟ میرا تو یہ اِرادہ ہوگیا تھا کہ تم پر ایسی بددُعا کروں کہ تمہاری صورتیں مسخ ہوجاویں۔پس فوراً اُن لوگوں نے اپنی چادریں لے لیں اَور پھر کبھی ایسا نہیں کیا۔اِس سے ثابت ہوا کہ کوئی خاص وضع وہیئت اِظہارِ غم کے لیے بنانا حرام ہے۔

(۹) بعض لوگ اپنے بچوں کو اِمام حسین رضی اللہ عنہ کا فقیر بناتے ہیں اَور اُن سے بعضے بھیک بھی منگواتے ہیں، اِس میں اِعتقادی فساد تو یہ ہے کہ اِس عمل کو اِس کی طویل حیات میں مؤثر جانتے ہیں یہ صریح شرک ہے اَور بھیک مانگنا بلا اِضطرار حرام ہے۔

(۱۰) حضراتِ اہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اِہانت برسر بازار کرتے ہیں، اگر اَیام عذر کے واقعات جس میں کسی خاندان کی عورتوں کا ہتک ہوا ہو اِس طرح علی الاعلان گائے جاویں، اُس خاندان کے مردوں کو کس قدر غیض وغضب آئے گا۔پھر سخت اَفسوس ہے کہ حضراتِ اہلِ بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات اعلان کرنے میں غیرت بھی نہ آئے۔

اَور اِس طرح کے بہت سے اُمورِ قبیحہ ہیں جو اِن دنوں میں کیے جاتے ہیں اُن کا اِختیار کرنا اَور ایسے مجمع میں جانا سب حرام ہے اَور یہی تمام ترفضیحتیں پھر چہلم کو دُہرائی جاتی ہیں۔

قسم دوم کے منکرات :

(۱) کھچڑا یا اَور کچھ کھانا پکانا اَحباب یا مساکین کو دینا اَور اِس کا ثواب اِمام حسین رضی اللہ عنہ کو بخش دینا، اِس کی اَصل وہی حدیث ہے کہ جو شخص اِس دن میں اپنے عیال پر وسعت دے، اللہ تعالیٰ سال بھر تک اُس پر وسعت فرماتے ہیں۔ وسعت کی یہ بھی ایک صورت ہوسکتی ہے کہ بہت سے کھانے پکائے جاویں خواہ جدا جدا یا ملا کر کھچڑا میں کئی جنس مختلف ہوتی ہیں اِس لیے وہ اِس وسعت میں داخل ہوسکتا تھا۔ چنانچہ دُرمختار میں ہے وَلَا بَأْسَ بِالْمُعْتَادِ خَلْطًا وَّيُوَجِّهُ جب اہل وعیال کو دیا کچھ غریب غرباء کو بھی دے دیا۔ حضرت اِمامین (حضرت اِمام حسنؓ وحضرت اِمام حسینؓ) کو بھی ثواب بخش دیا مگر چونکہ لوگوں نے اِس میں طرح طرح کی رسوم کی پابندی کر لی ہے گویا خود اِس کو ایک تہوار قرار دے دیا ہے اِس لیے رسم کے طور پر کرنے سے ممانعت کی جائے گی۔ بلا پابندی اگر اِس روز کچھ فراخی خرچ میں کھانے پینے میں کر دے تو مضائقہ نہیں۔

(۲) شربت پلانا : یہ بھی اپنی ذات میں مباح تھا، کیونکہ جب پانی پلانے میں ثواب ہے تو شربت پلانے میں کیا حرج تھا؟ مگر وہی رسم کی پابندی اِس میں بھی ہے اَور اِس کے علاوہ اِس میں اہل رِفض کے ساتھ تشبہ بھی ہے، اِس لیے یہ بھی قابل ترک ہے۔ تیسرے اِس میں ایک مضمر خرابی یہ ہے کہ شربت اِس مناسبت سے تجویز کیا گیا ہے کہ حضراتِ شہدائے کربلا پیاسے شہید ہوئے تھے اَور شربت مسکن عطش (پیاس بجھانے والا) ہے اِس لیے اِس کو تجویز کیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے عقیدہ میں شربت پہنچتا ہے جس کا باطل اَور خلافِ قرآن مجید ہونا فصل دوم میں مذکور ہو چکا ہے اَور اگر پلانے کا ثواب پہنچتا ہے تو ثواب سب یکساں ہے، کیا صرف شربت دینے کو ثواب میں تسکین عطش کا خاصہ ہے۔ پھر یہ بھی اِس سے لازم آتا ہے کہ اُن کے زعم میں اَب تک شہدائے کربلا نعوذ باللہ پیاسے ہیں، یہ کس قدر بے اَدبی ہے۔ اِن مفاسد کی وجہ سے اِس سے بھی احتیاط لازم ہے۔

(۳) شہادت کا قصہ بیان کرنا : یہ بھی فی نفسہٖ چند روایات کا ذکر کر دینا ہے۔ اگر صحیح ہوں تو روایات کا بیان کر دینا فی ذاتہٖ جائز تھا مگر اِس میں یہ خرابیاں عارض ہوگئیں :

(الف) مقصود اِس بیان سے ہیجان اَور جلب غم اور گریہ وزاری کا ہوتا ہے، اِس میں صریح مقابلہ شریعتِ مطہرہ ہے کیونکہ شریعت میں ترغیبِ صبر مقصود ہے اَور تعزیت سے یہی مقصود ہوتا ہے اَور ظاہر ہے کہ

مزاحمت شریعت کی سخت معصیت اور حرام ہے، اِس لیے گریہ وزاری کو بھی قصدًا یا ذکر کے لانا جائز نہیں اَلبتہ غلبۂ غم سے اگر آنسو آجائیں تو اِس میں گناہ نہیں۔

(ب) لوگوں کو اِسی لیے بلایا جاتا ہے اَور ایسے اُمور کے لیے تداعی واہتمام خود ممنوع ہے۔

(ج) اِس میں مشابہت اہل رِفض کے ساتھ بھی ہے، اِس لیے ایسی مجلس کا منعقد کرنا اَور اِس میں شرکت کرنا سب ممنوع ہے۔ چنانچہ مطالب المؤمنین میں صاف منع لکھا ہے اَور قواعدِ شرعیہ بھی اِس کے مشاہد ہیں اَور یہ تو اُس مجلس کا ذکر ہے جس میں کوئی مضمون خلاف نہ ہو اَور نہ وہاں نوحہ و ماتم ہو، اَور جس میں مضامین بھی غلط ہوں یا بزرگوں کی توہین ہو یا نوحۂ حرام ہو جیسا کہ غالب اِس وقت میں ایسا ہی ہے تو اُس کا ''حرام'' ہونا ظاہر ہے اَور اِس سے بدتر خود شیعہ کی مجالس میں جا کر شریک ہونا بیان سننے کے لیے یا ایک پیالہ فرینی اَور دو نان کے لیے۔

'' اِصلاح الرسوم '' کا مضمون ختم ہوا۔ اَب '' زَوَالُ السِّنَةِ '' سے بعض رسومِ قبیحہ کی مذمت نقل کی جاتی ہے :

(۱) بعض لوگ اُس بچے کو منحوس سمجھتے ہیں جو محرم میں پیدا ہو، یہ بھی غلط عقیدہ ہے۔

(۲) بعض لوگ اِن ایام میں شادی کو برا سمجھتے ہیں، یہ عقیدہ بھی باطل ہے۔

(۳) بعض جگہ اِن ایام میں کُلکہ، دَھنیا، مصالح تقسیم کرتے ہیں، یہ بھی واجب الترک ہے۔

(۴) بعض شہروں میں اِس تاریخ کو روٹیاں تقسیم کی جاتی ہیں اَور اُن کی تقسیم کا یہ طریقہ نکالا ہے کہ چھتوں کے اُوپر کھڑے ہو کر پھینکتے ہیں جس سے کچھ تو لوگوں کے ہاتھ میں آتی ہیں اَور اکثر زمین پر گر کر پَیروں میں رَوندی جاتی ہیں جس سے رزق کی بے اَدبی اَور گناہ ہونا ظاہر ہے۔ حدیث شریف میں اکرامِ رزق کا حکم اَور اُس کی بے احترامی سے وبال سلبِ رزق آیا ہے۔ خدا سے ڈرو اَور رزق بر بادمت کرو (اَور بے اَدبی کے علاوہ بدعت اَور ریا وغیرہ کا گناہ بھی اِس رسم میں موجود ہے)۔ (ماخوذ از: بارہ مہینوں کے فضائل واَحکام)

قسط : ۴، آخری

صحابہ رضی اللہ عنہم کی زِندگی اَور ہمارا عمل

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی قابلِ تقلید اِمتیازی صفات

پیغمبر علیہ السلام کی حد درجہ تعظیم :

حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی نظر میں پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کی عظمت اِس قدر تھی کہ سوائے قریبی رُفقاء سیّدنا حضرت اَبوبکر صدیق اَور سیّدنا حضرت عمر رضی اللہ عنہما کے کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نظر مِلا کر گفتگو کرنے کی ہمت نہ ہوتی تھی اَور جب وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے تو اِس قدر اَدب سے بیٹھتے تھے گویا کہ اِن کے سروں پر پرندے بیٹھے ہوں۔ (حیاۃ الصحابہ ۲/۳۰۵)

وارفتگی کا ایک اَنداز یہ بھی تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرماتے یا تھوکنے کا اِرادہ فرماتے تو حاضرین صحابہ رضی اللہ عنہم کوشش کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی اَور مبارک لعابِ دہن زمین پر گرنے کے بجائے کسی نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر پڑے اَور پھر جس کو یہ سعادت ملتی وہ اِس کو اپنے چہرے اَور بدن پر لگا لیتا۔

ایک مرتبہ نبی اَکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کہ "تم لوگ آخر یہ عمل کیوں کرتے ہو؟" صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ ہم اِس سے برکت حاصل کرنا چاہتے ہیں اِس پر پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے یہ جامع ترین نصیحت فرمائی کہ "جو شخص اللہ تعالیٰ اَور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا محبوب بننا چاہتا ہے تو اُسے چاہیے کہ (۱) ہمیشہ سچ بولا کرے (۲) اَمانت اَدا کرے (۳) اَور اپنے پڑوسی کو نہ ستائے"۔ (حیاۃ الصحابہ ۲/۳۰۵)

اِسی منظر کی تصویر کشی عروہ بن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ نے صلح حدیبیہ کے موقع پر اِن تاریخی جملوں سے کی تھی :

وَاللّٰہِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ نُخَامَۃً اِلَّا وَقَعَتْ فِیْ کَفِّ رَجُلٍ مِّنْھُمْ، فَدَلَکَ بِھَا وَجْھَہٗ وَجِلْدَہٗ وَاِذَا اَمَرَھُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَہٗ وَاِذَا تَوَضَّاَ کَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ

عَلٰی وَضُوْئِہٖ، وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَھُمْ عِنْدَہٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَّہٗ.(المعجم الکبیر للطبرانی ج ۲۰ ص ۹)

''قسم بخدا! جب بھی نبی ٔ اَکرم ﷺ اپنا بلغم تھوکتے ہیں تو وہ اُن صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی نہ کسی کی ہتھیلی پر پڑتا ہے جس کو وہ اپنے چہرے اَور بدن پر لگا لیتا ہے اَور جب آپ اُنہیں کوئی حکم کرتے ہیں تو وہ سب اُس کی تعمیل کے لیے جھپٹ پڑتے ہیں اَور جب آپ وضو کرتے ہیں تو آپ کے وضو کے پانی کے حصول کے لیے باہم رقیب بن جاتے ہیں اَور جب آپ گفتگو فرماتے ہیں تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے ہیں اَور تعظیم کے مارے وہ آپ کی طرف نظر جما کر نہیں دیکھ پاتے ہیں۔''

اَور پھر مشرکین کے مجمع میں جا کر یہ کہا :

اَیْ قَوْمِ ! وَاللّٰہِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَی الْمُلُوْکِ وَوَفَدْتُّ عَلٰی قَیْصَرَ وَکِسْرٰی وَالنَّجَاشِیْ وَاللّٰہِ اِنْ رَأَیْتُ مَلِکًا یُعَظِّمُہٗ اَصْحَابُہٗ مَا یُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ مُحَمَّدًا. (بخاری شریف ۱/ ۳۷۹، حیاۃ الصحابۃ ۲/ ۳۰۶)

''برادرانِ قوم! اللہ کی قسم میں نے بادشاہوں کی خدمت میں حاضری دی ہے، میں قیصر وکسری اَور نجاشی کے دربار میں بھی گیا ہوں، اللہ کی قسم میں نے کسی بادشاہ کو اُس کے درباریوں کی طرف سے اِتنی تعظیم کرتے نہیں دیکھا جتنا محمد ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم محمد ﷺ کی تعظیم کرتے ہیں۔''

فتح مکہ کے موقع پر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تحریک پر حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے رات میں اِسلام قبول کیا جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ پورے لشکر میں ہلچل مچی ہوئی ہے، لوگ ہاتھ منہ دھو کر ایک جگہ جمع ہو رہے ہیں، اَبوسفیان ڈر گئے کہ پتہ نہیں کیا ماجرا ہے؟ اُنہوں نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ یہ ہلچل کیسی ہے، کیا کوئی خاص بات پیش آگئی ہے؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں کوئی بات نہیں، بس یہ لوگ اَذان سن کر نماز کی تیاری کر رہے ہیں چنانچہ حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اَور پیغمبر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوگئے۔ وہاں جو اُنہوں نے صف بندی اَور جماعت میں ہزاروں اَفراد کے ایک ساتھ رکوع سجدہ کرنے کا منظر دیکھا تو

حیرت زدہ رہ گئے اَور بے اِختیار بول اُٹھے کہ دُنیا میں میں نے کسی قوم کو اپنے سردار کی اِس طرح بے مثال اِطاعت کرتے ہوئے نہیں دیکھا، نہ تو فارس کے باعزت بادشاہوں میں اَور نہ رُومیوں کی صدیوں سے چلی آرہی حکومت میں اَور پھر حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے خطاب کرتے ہوئے بولے: ''اے اَبوالفضل (حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کنیت) آپ کے بھتیجے کو تو زبردست بادشاہت نصیب ہوگئی ہے۔'' حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''یہ بادشاہت نہیں بلکہ نبوت ہے۔'' (مصنف ابن اَبی شیبہ، حیاۃ الصحابہ ۲/۱۲۹)

ایک روایت میں ہے کہ یہ منظر دیکھ کر حضرت اَبوسفیان رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے سوال کیا تھا کہ : ''کیا یہ لوگ پیغمبر علیہ السلام کے ہر حکم کی تعمیل کے لیے تیار ہیں؟'' تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ''جی ہاں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اِنہیں کھانا پینا چھوڑنے کا حکم دے دیں تو اِس کی بھی یہ سب اِطاعت کریں گے''۔ (حیاۃ الصحابہ ۲/۱۳۰)

حکمِ نبوی کی فوری تعمیل :

حضرت سہل بن حنظلہ عبشمی رضی اللہ عنہ ایک صحابی ہیں، فرماتے ہیں کہ مجھ سے ایک مرتبہ پیغمبر علیہ السلام نے اِرشاد فرمایا کہ: ''خریم اسدی رضی اللہ عنہ بڑے اچھے آدمی ہیں اگر اُن میں دو باتیں نہ ہوں ایک اُن کے سر کے بالوں کا حد سے زیادہ لمبا ہونا، دُوسرے تہبند کا ٹخنے سے نیچے ہونا۔ جب یہ بات حضرت خریم رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو اُنہوں نے بِلا توقف اُسترا لے کر اپنی زُلفیں آدھے کان تک کاٹ ڈالیں اَور نصف پنڈلی تک اپنا تہبند اُوپر کرلیا۔'' (حیاۃ الصحابہ ۲/۶۳۰)

ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا تو طریقہ یہی ہے :

حضرت سیّدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ صلح حدیبیہ کے موقع پر مصالحت کی گفتگو کے لیے مکہ معظّمہ تشریف لے گئے، پیغمبر علیہ السلام دیگر ساتھیوں کے ساتھ حدیبیہ میں اِقامت گزیں تھے، اَبان بن سعید بن العاص نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو اپنی پناہ میں لیا اَور اپنی سواری پر بٹھا کر لے چلے تو دیکھا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے پرانے سے کپڑے زیبِ تن کر رکھے ہیں اَور تہبند آدھی پنڈلی تک ہے، یہ دیکھ کر اَبان بن سعید سے نہیں رہا گیا اَور اُنہوں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو ٹوکتے ہوئے کہا کہ کیا بات ہے میں آپ کو پرانے کپڑوں میں دیکھ رہا ہوں؟ آپ بھی اِسی طرح اپنے کپڑے کو نیچے لٹکایئے جیسا کہ یہاں کے (معزز) لوگوں کا معمول ہے، تو حضرت

عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ (لوگوں کا دستور ہوا کرے اِس سے مجھے مطلب نہیں) ''میرے آقا (حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم) کا طریقہ نصف پنڈلی تک پائینچہ رکھنے کا ہے۔'' (حیاۃ الصحابہ ۲/۶۴۶)

ایک طرف صحابی ٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل دیکھیے دُوسری طرف اپنے معاشرہ کا جائزہ لیجئے کہ آج بڑے بڑے مدعیانِ محبت دَھڑلے سے ٹخنے سے نیچے تک پائیجامہ وغیرہ پہنتے ہیں اَور اِس عمل کی برائی تک اُن کے دِلوں سے نکل چکی ہے۔ فَیَا لَلْعَجَبِ !

نقوشِ قدم کی تلاش :

حضرت سیّدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب مدینہ منورہ سے مکہ معظّمہ کا سفر فرماتے تو کوشش کرتے کہ اُن مقامات پر پڑاؤ ہو جہاں نبی ٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اَسفار کے درمیان قیام فرمایا تھا اَور بسا اَوقات اپنی سواری کی نکیل اِدھر سے اُدھر کرتے ہوئے فرماتے کہ ''شاید میری اُونٹنی کا قدم اُس جگہ پر پڑ جائے جہاں سفر کے دَوران پیغمبر علیہ السلام کی سواری کا قدم پڑا تھا۔'' اَور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا یہ شوق اِس قدر بڑھا ہوا تھا کہ آپ کے شاگردِ رشید حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ: ''اگر تم لوگ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پیغمبر علیہ السلام کے نقوشِ قدم تلاش کرنے کے جذبہ کو دیکھ لیتے تو تم سمجھتے کہ شاید وہ مجنون ہیں۔'' (حیاۃ الصحابہ ۲/۶۵۵)

اَور یہی حال سب صحابہ رضی اللہ عنہم کا تھا، زندگی کے ہر شعبہ میں وہ اُسوۂ مبارکہ کی تلاش میں رہتے تھے، اُنہوں نے پیغمبر علیہ السلام کی حیاتِ طیبہ کے پیکر میں اپنے آپ کو ڈھال لیا تھا۔ باقاعدہ مجلسیں لگا کر عبادات، معاشرت اَور معاملات میں اُسوۂ حسنہ کی یاددہانی کرائی جاتی تھی۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کو بعض مسائل میں اِختصاص کا درجہ حاصل تھا اَور وہ گویا اُن مسائل کی عملی مشق کرایا کرتے تھے۔

صحیح روایات میں ہے کہ سیّدنا حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اَور سیّدنا حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ حاضرین کے سامنے وضو کر کے دِکھلاتے اَور پھر فرماتے کہ پیغمبر علیہ السلام وضو اِس طرح فرماتے تھے۔ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نماز کے طریقہ کو بتانے میں مشہور تھے چنانچہ حضرت اَبو حمید ساعدی حضرت عبد اللہ بن مسعود اَور حضرت اَبو ہریرہ رضی اللہ عنہم کی تفصیلی روایات اِس باب میں مشہور ہیں۔ اَور واقعہ یہ ہے کہ اَگر حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم پیغمبر علیہ السلام کی زندگی کے اِن گوشوں پر گہری نظر رکھ کر اِن تفصیلات سے اُمت کو آگاہ نہ فرماتے تو سنت کے کتنے اَبواب اَور

شریعت کے کتنے ہی پہلو اُمت کی نظروں سے پوشیدہ رہ جاتے۔ آج اُمت کے پاس جو بھی دینی سرمایہ ہے اُس کا سلسلہ حضراتِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے جا کر ملتا ہے اَور اللہ تعالیٰ نے اِن مقدس نفوس کو دین کی اشاعت، علم کی بقاء اَور شریعتِ بیضاء کے تحفظ کا مضبوط ذریعہ بنا دیا ہے۔

آج اُمت کو ضرورت ہے کہ وہ اپنا محاسبہ کرے اَور پیغمبر علیہ السلام کے تربیت یافتہ حضرات کے نقشِ قدم پر چلنے کو لازم پکڑے، ہر مسلمان کے دِل میں علمِ دین کے حصول کا شوق، اِتباعِ سنت کا جذبہ اَور آخرت کی فکر جاگزیں ہو، اِس کے بغیر اِسلام اَور مسلمانوں کی عزت اَور کامیابی کی توقع رکھنا محض فضول ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اِن بزرگانِ اُمت کے طریقہ پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ اَنوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ اِرسال کیا جا رہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ اَنوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی اِدارہ سے وابستہ ہے اِس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اَور اِس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اِس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اِس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اَپنا چندہ بھی اِرسال فرمادیں اَور دیگر اَحباب کو بھی اِس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تاکہ جہاں اِس سے اِدارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

ذِکرِ حَسنَین رضی اللہ عنہما

﴿ حضرت سیّد نفیس الحسینی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

دوشِ نبی ﷺ کے شہسواروں کی بات کر
کون و مکاں کے راج دُلاروں کی بات کر

جن کے لیے ہیں کوثر و تسنیم موجزن
اُن تشنہ کام بادہ گُساروں کی بات کر

خُلدِ بریں ہے جن کے تقدُّس کی سَیرگاہ
اُن خوں میں غرق غرق نِگاروں کی بات کر

کلیوں پر کیا گزر گئی پھولوں کو کیا ہوا
گلزارِ فاطمہؓ کی بہاروں کی بات کر

جن کے نَفس نَفس میں تھے قرآں کُھلے ہوئے
اُن کربلا کے سینہ فگاروں کی بات کر

شِمرِ لعیں کا ذِکر نہ کر میرے سامنے
شیرِ خدا کے مرگ شِعاروں کی بات کر

اَکابر کی نظر میں تجوید کی اہمیت

﴿ جناب قاری محمد تقی الاسلام صاحب دہلوی، جامعہ اَشرف المدارس، کراچی ﴾

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوةِ !

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی کے زمانہ میں ہندوستان سے ہجرت کر کے مکہ مکرمہ تشریف لے گئے، وہاں دیکھا کہ عربوں کی نظر میں ہندوستانی علماء کی کوئی وقعت نہیں، گری نظر سے دیکھتے ہیں جس کی وجہ یہ تھی کہ ہندی علماء قرآن غلط پڑھتے ہیں اَور مدارسِ عربیہ میں تجوید کا کوئی اہتمام نہیں جبکہ تجوید کی فرضیت قرآن وحدیث اَور اِجماعِ اُمت سے ثابت ہے اَور کسی نے اِس کا اِنکار نہیں کیا مگر شعبۂ کتب کے طلباء تجوید کو فضول سمجھتے ہیں، بڑے اَساتذہ بھی کہتے ہیں علم سیکھو تجوید میں کیا رکھا ہے اَور وعظوں میں کچھ اَور ہی رنگ ہوتا ہے۔

مدرسہ صولتیہ مکہ مکرمہ کا آغاز :

حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پہلا کام یہ کیا کہ حرم مکی میں مدرسہ قائم کیا اَور ہندوستانی بچوں کو جمع کر کے پڑھانا شروع کیا۔ اُس زمانہ میں قاری عبدالقادر صاحب مدراسیؒ فاضل جامعہ اَزہر مصر سے فراغت کے بعد مکہ مکرمہ تشریف لائے یہ علم وفن کے باکمال قاری تھے۔ حضرت مہتمم صاحب نے مدرس رکھ لیا۔

مدرسہ صولتیہ کی تعمیر :

حضرت مہتمم صاحب کی ترغیب پر بنگال کی ایک خاتون ''صولت النساء'' نے اپنا سارا سرمایہ اِسی مدرسہ کی تعمیر پر لگا دیا، مدرسہ صولتیہ اُسی کے نام پر ہے۔ قاری عبدالقادر صاحب مدراسی کی ہر وقت کی محنت اَور لگن نے مدرسہ کو چار چاند لگا دیے خلوص وللّٰہیت کے جذبہ نے بچوں کا تلفظ اَور لہجہ اَیسا قابلِ تعریف بنا دیا کہ

عرب بھی شوق سے سنتے ۔ حضرت مہتمم صاحب کی فکرِ سلیم نے حقارت و نفرت والے ماحول کو اُلفت و مودّت سے بدل دیا۔ جب مدرسہ کے جلسہ میں ہندوستانی بچے تلاوت کررہے تھے تو عرب بھی جھوم رہے تھے۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ کی آمد :

اِنقلابِ دہلی کے بعد آپ کے تایا جان خاندان کے چھوٹے بڑے سترہ اَفراد کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچے۔ مدرسہ کے متصل رباطِ برما میں پورے خاندان کو سکونت کی اِجازت مل گئی۔ اُس وقت آپ کی عمر چار پانچ سال تھی۔ قاری صاحب کے تایا جان کا تین سال بعد اِنتقال ہوگیا۔ آپ کے والد محمد بشیر خان اَور حضرت مہتمم صاحب کا خوب جوڑ ملا۔

آپ کے والد صاحب جِلد سازی کے بہترین کاریگر تھے۔ مہتمم صاحب کی کوشش سے کام کرنے کی قانونی اِجازت مل گئی، کام خوب چمکا۔ آپ نے تینوں بچے (قاری عبداللہ، قاری عبدالرحمٰن مولف فوائد مکیہ، قاری حبیب الرحمٰن، رحمہم اللہ) مہتمم صاحب کے حوالہ کردیے۔ آپ نے اُن کا پورا پورا خیال رکھا اَور اَعلیٰ درجہ کی کامیابی سے آراستہ کیا۔

قاری عبدالقادر صاحب مدراسیؒ نے بھی شوق و محنت سے پڑھایا اَور کوئی لہجہ تک نہیں چھوڑا جو قاری عبداللہ صاحب کو نہ سکھایا ہو، آپ کو ''اِمام الفن'' بنادیا۔

آج کے دَور میں شروع ہی سے لہجوں کی لگن لگ جاتی ہے جس سے فن کا جنازہ نکل گیا۔ اَب تو بعض علمی مراکز میں درسِ نظامی کے ساتھ ساتھ شاطبیہ، دُرہ، طیبہ تو پڑھا رہے ہیں مگر مشق و حدر کی کوئی فکر نہیں جس کی وجہ سے تجوید کے زمانہ میں جو تلفظ بنتا ہے ضائع ہوجاتا ہے۔ پڑھنے والوں کو اِس کا اِحساس نہیں ہوتا وہ خود کو عشرہ کا قاری سمجھتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

آغازِ تدریس :

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی کو فراغتِ تعلیم کے بعد اُستاذ محترم کی سفارش پر حضرت مہتمم نے شعبہ قرآن میں معین مدرس رکھا۔ اپنے بچوں پر خوب محنت کی آپ بھی اُستاذ کی طرح اَنتھک محنت کرتے تھے۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی کی مدرسہ سے محبت :

آپ کا یہ حال تھا کہ آپ دُنیا کی بڑی بڑی دعوتوں پر بھی کہیں پڑھانے نہیں گئے اَور اِبتداء سے لے کر آخر عمر تک یہیں پڑھایا اَور منصبِ صدارت پر تجوید وقراء ات کی چالیس سال خدمت کی اَور اِمام الفن حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ، اِن کے برادرِ کبیر حضرت قاری عبدالخالق صاحبؒ، اُستاذ الاساتذہ حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ مؤلف فوائد مکیہ، حضرت مولانا اَشرف علی تھانویؒ جیسے علم وفن کے جامع لاتعداد اَساتذہ تیار کیے اَب جَنَّتُ الْمَعْلٰی (مکہ مکرمہ) میں خوابِ اِستراحت ہیں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَھُمْ وَارْحَمْھُمْ

لمحہ فکریہ :

اگر اِنتظامیہ کے نزدیک اِس علم وفن کی اہمیت اَور مدرس کی جفاکشی کی قدر ہو تو مدرس ہر صعوبت کو برداشت کرتا ہے اَور اپنے لگائے ہوئے باغ کو اُجاڑتا نہیں۔ خلاء اُسی وقت ہوتا ہے جب مدرس بے بس ہو جائے اَور جو مدرس اِس مقدس کام کو ذریعہ معاش سمجھتے ہیں وہ ہمارے موضوع سے خارج ہیں۔

شیخ القراء اِبراہیم سعد مصریؒ :

جب شیخ القراء اِبراہیم سعد مصریؒ مکہ مکرمہ آئے تو مہتمم صاحب نے آپ کی خدمات حاصل کر لیں آپ صاحب فضل وکمال اَور علم وفن کے جامع تھے۔ آپ کے اَور شیخ محمد المتولی (مؤلف ''الوجوہ المسفرہ'') کے درمیان حسن بُدیر کا ایک واسطہ ہے۔

شیخ علی الضبّاع مصریؒ :

اپنے وقت کے شیخ القراء تھے۔ آپ کے اَور شیخ محمد المتولی کے درمیان بھی ایک ہی واسطہ ہے۔ بندہ نے ۱۹۶۵ء میں پہلا سفرِ حج اِیران عراق کے راستہ سے کیا۔ واپسی پر عراق کے صحراء میں قہوہ خانہ (ہوٹل) تھا۔ گاڑی ٹھہری، ریڈیو مصر سے تلاوت آرہی تھی، ایسی تلاوت کبھی نہیں سنی تھی۔ تجوید کا اِنتہائی بلند معیار، غضب کی لطافت، لہجوں کی پختگی اَور آواز کی گرفت نے حیرت زدہ کردیا، یہ تلاوت شیخ علی الضبّاع کی تھی۔ اِس سے شیخ اِبراہیم سعدؒ کی فنی پروانہ کا اَندازہ ہوا کیونکہ دونوں ہم عصر تھے۔

خواب میں حضرت علی مرتضیٰؓ کی اَذان :

خواب میں حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کی اَذان سننے کا شرف نصیب ہوا یہ اَذان لطافت و نفاست میں شیخ علی الضبّاع کی تلاوت سے بھی بہت آگے تھی۔ اِسی جادُو نے حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی کو منصب صدارت پر فائز ہوتے ہوئے بھی شیخ اِبراہیم سعدیؒ سے پڑھنے پر مجبور کیا۔ اُس زمانہ میں عزت وجاہ وغیرہ کوئی چیز نہ تھی، آپ اپنے شاگردوں کے سامنے شیخ اِبراہیمؒ سے مشق کرتے حتی کہ قراءت کی بھی تجدید کی۔

حضرت قاری محمد شریف صاحبؒ :

مدرسہ تجوید القرآن کے شعبہ تجوید وقراءت کے صدر مدرس تھے۔ اُس زمانہ میں مدرسہ کا معیارِ تعلیم قابلِ فخر تھا نیز حضرت قاری صاحب مدرسہ عالیہ فرقانیہ لکھنؤ سے طیبہ کے طریق سے قراءاتِ عشرہ کی سند فراغت لا چکے تھے لیکن جب اِمام الفن حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ لاہور تشریف لائے تو حضرت سے آپ نے قراءاتِ سبعہ کی تجدید کی اَور سند فراغت حاصل کی اَور کسبِ فیض کا یہ سلسلہ پانچ سال تک جاری رکھا۔ اِس فن کی لطافت و نفاست کی کوئی حد نہیں۔ حضرت کے یہاں جانا آنا آسان نہ تھا۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ کا یومیہ معمول تھا کہ تدریس کے علاوہ ایک گھنٹہ تنہائی میں پورے توجہ سے مشق کرتے، فرماتے اِس کے بغیر حروف کی گرفت باقی نہیں رہتی، آج کے دَور میں یہ ہے اَنوکھی بات۔

اِرتقائی اہم اصول :

حضرت قاری عبداللہ صاحبؒ نے اپنے ہونہار شاگرد مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ سے فرمایا :

> ''لہجہ کی بالکل فکر نہ کریں پوری توجہ حروف کی صحت کی طرف ہو اَور اِسی پر محنت ہو پھر جو بھی لہجہ بنے مستحسن ہی ہوگا۔''

ہفتہ وار اِصلاحی محفلِ قراءات :

حضرت قاری عبدالمالک صاحب راوی ہیں کہ جمعرات کی رات کو مقابلہ حسن قراءت ہوتا، سب خوب سے خوب تر پڑھتے آخر میں حضرت شیخ تبصرہ فرماتے آیندہ مزید بہتری کی کوشش کرتے، یہ ہیں اِرتقائی راز۔

ایک محفل کا واقعہ :

حضرت قاری عبدالمالک صاحبؒ تلاوت کر رہے تھے محفل گرم تھی حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ تشریف لائے اَور باہر ہی بیٹھ گئے۔ تلاوت کے سرور میں جھومنے لگے لیکن جب ملاقات ہوئی تو فرمایا یہ کیا کیا، یہ کیا کیا وغیرہ۔ یہی روک ٹوک ترقی کے راز ہیں۔ اَب تو بڑے رہے نہیں کون روک ٹوک کرے۔

یَا اَسَفٰی وَ یَا حَسْرَتٰی

حضرت حاجی اِمدادُ اللہ صاحب مہاجر مکیؒ :

حضرت حاجی صاحبؒ کو اِس بات کا بہت صدمہ تھا کہ حجازِ مقدس میں عرب ہندوستانی علماء کو حقارت ونفرت کی نظر سے دیکھتے ہیں اَور اِن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے کیونکہ اِنہیں قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ کی فکر سلیم اَور حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی کی محنت ولگن نے ہندوستانیوں کے سروں پر عزت ووقار کا تاج رکھ دیا فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّۃُ

حضرت حاجی اِمدادُ اللہ صاحب مہاجر مکیؒ نے حضرت تھانویؒ کو ۱۶؍رجب ۱۳۱۰ھ کو خط لکھا کہ ہندوستانی علماء کو قرآن پڑھنا نہیں آتا جس کی وجہ سے عرب حقارت ونفرت سے دیکھتے ہیں اَور اِن کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ حضرت مولانا رحمت اللہ صاحب کیرانویؒ نے مدرسہ صولتیہ کے اِبتدائی دَور ہی میں تجوید کا اہتمام کیا کیونکہ علمِ تجوید کا رواج بہت کم ہو گیا ہے اَور ہندوستان میں تو بہت ہی کم ہے۔ اَب بفضلِ اللہ قاری عبدالقادر صاحب مدراسی کی اَنتھک محنت سے حقارت ونفرت کے بادل چھٹنے شروع ہو گئے ہیں۔ مدرسہ کے جلسہ میں ہندوستانی بچوں نے تلاوتیں کیں تو عرب بھی جھوم رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہندوستانی قراء جنہوں نے مدرسہ صولتیہ اَور اُس کی شاخوں سے تجوید و قراءت کی تکمیل کی اَور دیگر علوم پڑھے اَور کامل قاری بن کر نکلے اَور حرمین شریفین کے مدارس میں مدرس ہیں اَور تعلیم یافتہ عرب اَساتذہ تک کو تجوید پڑھا رہے ہیں اَور کتنی خوشی کی بات ہے شیخ عبداللہ خیاط صاحب اِسی مدرسہ صولتیہ کے فضلاء میں سے تھے عالم اَور قاری تھے، آخر عمر تک حرم مکی کے خطیب رہے۔

یہ تو راقم تقی نے بھی دیکھا کہ اُن کا خطبہ حالاتِ حاضرہ پر روشنی ڈالتا اَور اُمتِ مسلمہ کی رہنمائی کرتا کبھی اُنہوں نے کچی بات نہیں کی۔ اِنہی کے دَور میں شیخ محمد السبیل اِمام مقرر ہوئے مگر خطبہ شیخ خیاط ہی دیتے تھے۔ یہ مدرسہ صولتیہ کے لیے کتنے بڑے اِعزاز کی بات ہے اِسی مدرسہ کے قاری مختلف جگہوں پر قاضی تھے اِس مدرسہ کا اِمتیازی نشان تجوید وقراءت ہے اَور دُوسرے علوم ثانوی درجہ میں تو تھے مگر لزوم کے درجہ میں۔ حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی نے مدرسہ صولتیہ کو مرکز القراء بنادیا تھا **فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ**.

حضرت مولانا اَشرف علی صاحب تھانویؒ :

حضرت تھانویؒ کو حضرت قاری عبداللہ صاحب مکی کے لگائے ہوئے باغ یعنی تجوید وقراءات کے طلباء کی تلاوتوں نے اِتنا متأثر کیا کہ آپ فنِ تجوید کے لیے ٹھہر گئے چنانچہ آپ نے پڑھنے میں ایسا کمال حاصل کیا کہ جب مدرسہ کی بالائی منزل میں مشق کرتے تو کوئی اَندازہ نہیں لگا سکتا تھا کہ حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ پڑھ رہے ہیں یا حضرت تھانویؒ۔ آپ نے تجوید ہی پر بس نہیں کی بلکہ قراءاتِ سبعہ کی بھی تکمیل کی اَور مبتدی طلباء کے لیے پاؤ پارہ میں قراءاتِ سبعہ کا اِجراء لکھا جس کا نام **تَنْشِیْطُ الطَّبْعِ** ہے۔

حضرت تھانویؒ نے مدارس عربیہ کے نصابِ تعلیم سے متعلق تقریر کی جس میں آپ نے شکایت کی کہ مدارسِ عربیہ میں تجوید وقراءات کا کوئی اہتمام نہیں ہے جس کی وجہ سے عالم تو بن جاتے ہیں مگر قرآن پڑھنا نہیں آتا۔ حضرت کی اِس تقریر کا یہ اَثر ہوا کہ دارُالعلوم دیوبند میں ۱۳۲۱ھ میں شعبہ تجوید کا اِجراء ہوا اَور مظاہر العلوم میں بھی یہ شعبہ قائم ہوا **بَحَمْدِ اللّٰہِ الْکَرِیْم**.

دُکھی دِل کی بات :

راقم تقی نے اپنے ۵۶ سالہ دَورِ تدریس میں دیکھا کہ شعبہ کتب کے طلباء بلکہ بعض بڑے اَساتذہ تک بڑی حقارت ونفرت سے تجوید وقراءات کا اِستہزاء کرتے ہیں **الامان والحفیظ**، یوں معلوم ہوتا ہے کہ اِس جیسا بیکار اَور فضول اَور کوئی علم نہیں۔

ہر بیماری کا علاج ہے :

اگر مہتمم حضرات اَور اَساتذہ کرام طلباء کی ذہن سازی کریں اَور نظامِ تعلیم میں تجوید کو باوقار مقام دیں تو اِس کا رواج ہوسکتا ہے۔

تجوید کی اہمیت :

قاری محبوب علی صاحب لکھنویؒ نے فرمایا نبی کریم ﷺ نے حضرت قاری عبدالرحمٰن صاحبؒ مؤلف فوائد مکیہ کو حکم دیا کہ ہندوستان جا کر کام کرو، آپ مکہ مکرمہ سے تشریف لائے اَور تا زِندگی ہندوستان میں کام کیا۔

دُوسرا واقعہ :

حضرت مربی قاری فضل کریم صاحبؒ بانی وصدر مدرس مدرسہ تجوید القرآن لاہور کو نبی کریم ﷺ نے کچھ فرمایا جس کا مفہوم تھا کہ ہزارہ کی طرف توجہ کرو۔ آپ نے حضرت سیٹھی محمد یوسف صاحب کو بُلایا اُنہوں نے بھی یہی مفہوم لیا، یہ اَپریل ۱۹۵۵ء کی بات ہے۔ یہ حضرات اُسی دِن کچھ طلباء اَور کچھ مدرسین کو لے کر اَیبٹ آباد روانہ ہوئے۔ اُن حضرات کی فکر اَور لگن سے لاتعداد بڑے بڑے مدرسین تیار ہوئے جو پورے سعودیہ اَور دیگر ملکوں میں قرآن کی قابلِ قدر خدمت کر رہے ہیں۔ اگر شریعت میں تجوید کی اہمیت نہ ہوتی تو نبی کریم ﷺ اِن حضرات کو متوجہ نہ فرماتے۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ کا اَندازِ تلاوت خاص قسم کا تھا جس میں تَرْعِیْدُ یعنی آواز کو نچانا اَور تَغَنِّیْ یعنی بلاوجہ غنات کرنا اَور تَصَنُّعُ یعنی پڑھنے میں تکلف کرنا، یہ بیماریاں نہیں تھیں اَور عربی لہجوں کا اِن چیزوں سے کوئی تعلق نہیں اُن کی اپنی شان ہے۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ کے دوست کی جدہ میں دُکان تھی جب کبھی تشریف لے جاتے تو دوست کے اِصرار پر تلاوت کرتے۔ ایک مرتبہ اُسی دُکان پر تلاوت کر رہے تھے تلاوت کیا تھی جادُو تھا کہ سننے والوں کا ہجوم تھا۔ اُن میں ہندو بھی تھے تلاوت ختم ہوئی تو ایک ہندو مجمع کو چیرتا ہوا آگے بڑھا اَور قاری صاحب سے کہا کہ مجھے مسلمان کیجیے۔ وہ تلاوت کی برکت سے مسلمان ہوا اَور اَبدی عذاب سے بچ گیا۔

حضرت قاری عبداللہ صاحب مکیؒ باب العمرہ میں نمازِ تراویح پڑھاتے تھے، شائقین کا ہجوم ہوتا تھا آپ کے پیچھے مکہ مکرمہ کے علماء کرام، مدارس کے اَساتذہ کرام اَور قاری صاحبان، سرکاری عہدہ داران حتی کہ شریف مکہ یعنی گونر تک تراویح پڑھتے تھے۔

تجوید وہ جادُو ہے جو سر چڑھ کے بولے :

ایک وہ وقت تھا کہ قرآن غلط پڑھنے کی وجہ سے علماءِ ہند حقارت ونفرت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ جب قاری عبداللہ صاحب مکیؒ نے فنِ تجوید وقراءات میں اِمامت کا رُتبہ پایا اَور دِن رات محنت کرکے ماحول بنایا تو مکہ مکرمہ کے شرفاء اَور شائقین آپ ہی کے پیچھے تراویح پڑھتے۔ یہ شرف وکمال حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، حضرت امداد اللہ مہاجر مکیؒ کی فکرِ سلیم اَور حضرت قاری عبداللہ مکیؒ کی شبانہ روز محنت اَور دُعاؤں کا غیر فانی نتیجہ ہے۔ ربِ کریم اِن حضرات کو اپنا قرب اَور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے، آمین۔

بندہ راقم تقی :

نے اپنی شرعی ذمہ داری کی بناء پر یہ چند اِلفاظ قلم بند کیے ہیں جس طرح بندہ کے مضمون ''اَذان کی عظمت وشان مد کی درازی سے ہے'' نے اِنقلاب پیدا کیا اَور مرکزی مقامات میں اَذان سنت کے مطابق دَراز مد کے ساتھ ہونے لگی ہے ایسے ہی اللہ کرے مدارس میں تجوید وقراءات کا رواج ہو جائے۔ **وما ذالک علی اللّٰہ بعزیز. اللھم وفقنا لما تحب وترضی واجعل آخرتنا خیرا من الاولی. وسلام علی المرسلین والحمد للّٰہ رب العالمین وصلی اللّٰہ وسلم علی سیّد الرسل وخاتم الانبیاء وعلی ازواجہ وذریتہ واھل بیتہ واصحابہ واتباعھم الی یوم الدین واغفرلنا وارحمنا یا ارحم الرحمین اٰمین بجاہ رحمة للعلمین.**

محتاجِ دُعا : محمد تقی الاسلام قاری دہلوی، خادم تجوید وقراءات

جامعہ اَشرف المدارس کراچی (گلستان جوہر۱۲) جمادی الثانیہ ۱۴۳۲ھ/۲؍جون ۲۰۱۱ء

نئے اِسلامی سال کا پیغام

﴿ جناب مفتی محمد عفان صاحب منصور پوری، اُستاذ جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مراد آباد، اِنڈیا ﴾

جس وقت یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں پہنچے گا نئے ہجری سال کا سورج طلوع ہو چکا ہوگا اَور عیسوی سال کا آغاز بھی ہونے والا ہوگا، لوگ ایک دُوسرے کو سالِ نو کی مبارک باد اَور اپنی نیک خواہشات کا اِظہار مختلف اَنداز سے کریں گے، سکولوں اَور کالجوں میں خوشیاں منائی جائیں گی، طرح طرح کے پروگراموں سے محفل آراستہ کی جائیں گی، صوبائی حکومتیں اَور مرکزی سرکار بیتے ہوئے سال کی حصول یابیوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کریں گے اَور نئے سال کے لیے نہ جانے کتنے وعدوں سے اَخبارات کے صفحات سیاہ کیے جائیں گے۔ گزشتہ سال بھی یہی سب کچھ ہوا تھا اَور اِس سے پہلے بھی یہی ہوتا چلا آیا ہے، آغازِ سال میں عزائم بلند ہوتے ہیں، منصوبوں اَور پروگراموں کی ایک طویل فہرست ہوتی ہے، ہر اِنسان اپنی لائن کے اِعتبار سے ذہن میں ایک خاکہ مرتب کرتا ہے لیکن وقت اِتنی تیزی کے ساتھ گزرتا ہے کہ دیکھتے ہی دیکھتے سال بیت جاتا ہے، منصوبے پروگرام اَور عزائم دَھرے کے دَھرے رہ جاتے ہیں۔

درحقیقت ہم نے اپنا سمتِ سفر متعین نہیں کر رکھا ہے، ہم نئے سال کی خوشیوں میں غرق ہو کر یہ بھول جاتے ہیں کہ ہماری چھٹی ختم ہو رہی ہے اَور دُنیا سے جدائی کا وقت قریب آتا چلا آ رہا ہے، ہمارا اَصل مسکن تو آخرت ہے، اِس دُنیا میں تو ہم چھٹیاں گزارنے آئے ہیں، جوں جوں وقت گزرتا رہے گا چھٹیاں ختم ہوتی رہیں گی، کس کو معلوم ہے کہ آئندہ سال کے لمحات اُسے نصیب ہوتے ہیں یا نہیں؟

دُنیا کی حقیقت :

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ : اَخذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَنْکِبِیْ فَقَالَ: کُنْ فِی الدُّنْیَا کَاَنَّکَ غَرِیْبٌ اَوْعَابِرُ سَبِیْلٍ وَکَانَ ابْنُ عُمَرَؓ یَقُوْلُ: اِذَا اَمْسَیْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ وَاِذَا اَصْبَحْتَ فَلَا تَنْتَظِرِ الْمَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِکَ لِمَرَضِکَ وَمِنْ حَیَاتِکَ لِمَوْتِکَ. (بخاری شریف ٦٤١٦)

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اِرشاد فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے مونڈھے پکڑ کر اِرشاد فرمایا: ''دُنیا میں اَجنبی یا مسافر کی طرح رہو'' اَور خود حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے: ''جب شام ہو جائے تو صبح کا اِنتظار مت کرو اَور صبح ہو جائے تو شام کا اِنتظار مت کرو اَور صحت و تندرستی کے اَیام میں اعمالِ خیر کرنے کو غنیمت جانو قبل اِس کے کہ بیماری حائل ہو جائے اَور اپنی زندگی کے قیمتی لمحات کی قدر کرو قبل اِس کے کہ موت آجائے۔''

حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ اِیمان والے کے لیے دُنیا کو اپنا وطن اصلی، مسکن اَور مستقر سمجھنا مناسب نہیں ہے بلکہ وہ یہاں ایک ایسے مسافر کی طرح زندگی گزارے جو ہمہ وقت سفر کے لیے تیار رہے۔

باری تعالیٰ کا اِرشادِ گرامی ہے :

اِنَّمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا مَتَاعٌ وَّ اِنَّ الْاٰخِرَةَ هِىَ دَارُ الْقَرَارِ o

(سورہ غافر آیت 39)

''یہ جو زندگی ہے دُنیا کی سو کچھ برت لینا ہے اَور وہ گھر جو پچھلا ہے وہی ہے جم کر رہنے کا گھر۔''

پیغمبر علیہ الصلٰوۃ والسلام اِرشاد فرماتے ہیں :

اِنَّمَا مَثَلِىْ وَمَثَلُ الدُّنْيَا كَمَثَلِ رَاكِبٍ قَالَ فِىْ ظِلِّ شَجَرَةٍ ثُمَّ رَاحَ وَتَرَكَهَا. (ترمذی شریف ۲۳۷۷)

''میری اَور دُنیا کی مثال اُس سوار کی طرح ہے جس نے کچھ دیر کسی درخت کے سایہ میں آرام کیا اَور پھر اُس جگہ کو چھوڑ کر چل دیا۔''

اَجنبی آدمی کا بھی یہی حال ہوتا ہے، اِنسان جب پردیس میں جاتا ہے تو وطن کی محبت اُسے بہت ستاتی ہے وہ دُنیا کے کام تو کرتا ہے لیکن دِل میں وطن کی باتیں ہی گردش کرتی رہتی ہیں، اِسی طرح ایک اِیمان والے کو دُنیا کی ٹیپ ٹاپ اَور نیرنگیوں میں مشغول ہو کر اپنے اَصلی مستقر اَور وطن کو نہ بھولنا چاہیے بلکہ اُس کی یاد سے ہمیشہ اپنے دِل کو معمور رکھنا چاہیے۔

منزل کیا ہے ؟

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہماری اَصل منزل موت کے بعد شروع ہونے والی زندگی ہے، ہم سب اُسی منزل تک پہنچنے کے لیے رَختِ سفر باندھے ہوئے ہیں۔ ہماری مثال بالکل اُن مسافروں کی طرح ہے جو جہاز کے اِنتظار میں ائیر پورٹ کے چائے خانوں میں بیٹھے ہوئے مختلف طرح کے مشروبات و ماکولات سے لطف اَندوز ہو رہے ہوتے ہیں کہ یکا یک اعلان ہوتا ہے کہ: ''دُبئی جانے والا جہاز پرواز کے لیے تیار ہے جن لوگوں کو دُبئی جانا ہے وہ فوراً جہاز کا رُخ کریں'' دُبئی جانے والے مسافر اِعلان سُنتے ہی کھانا پینا چھوڑ کر اُٹھ کھڑے ہوتے ہیں اَور اپنے ہاتھ میں سامان لے کر فوراً جہاز کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں پھر اعلان ہوتا ہے ''ملیشیا جانے والے مسافرین متوجہ ہوں'' کوالالمپور جانے والا جہاز اُڑان بھرنے کے لیے تیار ہے آپ لوگ فلاں گیٹ سے جہاز میں داخل ہو جائیں، اعلان سُنتے ہی ملیشیا جانے والے لوگ بھی کرسیاں چھوڑ دیتے ہیں اَور سامان لے کر جہاز کا رُخ کرتے ہیں۔ اِسی طرح چوبیس گھنٹہ وقفہ وقفہ سے مختلف سمت میں جانے والے جہازوں کی پرواز کا اعلان ہوتا رہتا ہے اَور مسافر سوار ہو کر اپنی منزل کا رُخ کرتے ہیں۔

بالکل یہی حال ہمارا ہے ہم دُنیا میں کھا بھی رہے ہیں پی بھی رہے ہیں خوشیاں بھی منا رہے ہیں اَور نہ جانے کیا کیا کر رہے ہیں؟ لیکن جب ہماری باری آئے گی اَور فرشتہ پروانۂ اَجل لے کر آئے گا تو ہمیں دُنیا کے اِن تمام جھمیلوں کو خیر باد کہہ کر اُس آخری سفر پر روانہ ہونا پڑے گا یہ سفر زندگی کے کس لمحہ میں اَور کس موڑ پر پیش آجائے کسی کو نہیں معلوم۔ اگر ہمارا سامانِ سفر تیار ہے جیسا کہ ائیر پورٹ پر بیٹھنے والے مسافرین کا ہوتا ہے تو یہ زادِ آخرت میں ہمارے کام آئے گا ورنہ تو خالی ہاتھ اَور بغیر تیاری کے منزل پر پہنچنا ہوگا اَور یہی چیز باعثِ رُسوائی اَور عار بن جائے گی۔

اِس موقع پر شیخ محمود وراق رحمہ اللہ کا یہ شعر ذکر کرنا موزوں معلوم ہوتا ہے :

لَا تُرْجِ فِعْلَ الْخَیْرِ یَوْمًا اِلٰی غَدٍ
لَعَلَّ غَدًا یَّأْتِیْ وَاَنْتَ فَقِیْدٌ

نیک کام کو کل پر مت ٹال، ہو سکتا ہے کل تو آئے لیکن تو مرحوم ہو چکا ہو

اِنسان ہنستا کھیلتا اپنے گھر سے نکلتا ہے، ذہن و دماغ میں دُور دُور تک موت کا تصور بھی نہیں ہوتا لیکن ناگہانی طور پر کسی ایسے حادثہ کا شکار ہو جاتا ہے کہ نہ چاہتے ہوئے بھی اُسے اپنے آخری سفر کے لیے روانہ ہونا پڑتا ہے۔

ذرا سوچیے تو سہی ! کیا ہم نے اِس سفر کی ضروری تیاریاں کر رکھی ہیں اَور وہاں کی سُرخ رُوئی یا شادکامی کے بارے میں اپنے اعمال کو دیکھتے ہوئے ہمیں اعتماد ہے؟

کہیں ایسا تو نہیں کہ نئے سال کی خوشیوں میں ڈوب کر اَور دُنیا کی رعنائیوں میں گم ہو کر ہم موت ہی کو بھول گئے ہوں، خدا کرے ایسا نہ ہو، لیکن اگر ایسا ہو رہا ہے تو خدارا غفلت کے اِس دَبیز پردے کو جلد اَز جلد اپنے دماغ سے اُتار دیجیے اَور اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر اَعمال کا محاسبہ کیجیے۔

ہماری مصروفیات کیا ہیں؟

ہم میں سے کتنے نوجوان اَور عمر رسیدہ لوگ صبح سے شام تک ایسے لایعنی مشاغل میں گرفتار رہتے ہیں جن کا دینی فائدہ تو دَر کنار، کوئی دُنیوی نفع بھی نہیں ہوتا، کوئی مخربِ اَخلاق فلموں کو دیکھنے میں اپنا وقت ضائع کر رہا ہے، کوئی حیاء سوز ناول اَور جھوٹے قصّے کہانی کی کتابوں میں مست ہو کر اپنی توانیاں صرف کر رہا ہے، کسی نے ہوٹل پر تبصرے بازی کی مجلس آراستہ کر رکھی ہے، کوئی چوراہے پر دوستوں کی ٹولی بنائے کھڑا ہے، کوئی ٹی وی سکرین کے سامنے کھیل کے میدان پر نظریں جمائے ہوئے گھنٹوں گھنٹوں کے لیے بیٹھا ہے، کوئی ریڈیو کان میں لگا کر پل پل کی خبریں لے رہا ہے اَور کوئی اپنے موبائل فون ہی پر لطف اَندوز ہو رہا ہے، بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں جو موبائل پر وقت ضائع نہ کرنے کا پختہ عزم کر لیتے ہیں لیکن جب کھلونا ہاتھ میں آتا ہے تو سارے عزائم نسیاً منسیا ہو کر رہ جاتے ہیں۔ غرض اِس طرح کے نہ جانے کتنے مشاغل ہیں جو وقت جیسی متاعِ گراں مایہ کا بے دریغ اِستحصال کر رہے ہیں۔ ہمیں اِس طرح کے لغویات میں مشغول ہوتے وقت نبی کریم علیہ الصلوۃ والسلام کا یہ فرمانِ مبارک ذہن نشین رکھنا چاہیے کہ: ''اِنسان کے قدم قیامت کے دِن اُس وقت تک حساب کی جگہ سے ہٹ نہیں سکتے جب تک اُس کی عمر کے بارے میں اُس سے یہ سوال نہ کر لیا جائے کہ یہ قیمتی لمحات کہاں گزارے؟'' (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۴۱۹)۔ (باقی صفحہ ۶۳)

اَخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۵؍ نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب قاری غلام مصطفیٰ صاحب کی دعوت پر ''ذبیح اللہ کانفرنس'' میں شرکت کی غرض سے جامعہ حیدریہ چونیاں ضلع قصور تشریف لے گئے جہاں آپ نے تزکیہ نفس پر تفصیلی بیان فرمایا۔

۱۰؍ ذی الحجہ/ ۷؍ نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کی مسجد حامد میں عید الاضحیٰ کی نماز شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے پڑھائی۔

جامعہ مدنیہ جدید کے ناظم تعلیمات حضرت مولانا خالد محمود صاحب مدظلہم نومبر کے پہلے عشرہ میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالغنی صاحبؒ کی تعزیت کے لیے چمن بلوچستان تشریف لے گئے۔

عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے موقع پر جامعہ مدنیہ جدید کے اُستاذ الحدیث حضرت مولانا امان اللہ خان صاحب مدظلہم چترال کے تعارفی دَورہ پر تشریف لے گئے۔ ہر دو حضرات کی تعطیلات کے اِختتام پر بخیریت واپسی ہوئی۔

۱۲؍ نومبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب بعد نماز مغرب جناب رانا جواد صاحب کی ہمشیرہ کا نکاح پڑھانے کے لیے فیصل آباد تشریف لے گئے۔

۱۷؍ نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید کے مدرس حضرت مولانا محمد حسن صاحب مدظلہم سفرِ حج سے بخیریت واپس تشریف لے آئے۔

۱۹؍ نومبر کو اِنگلینڈ کے حضرت مولانا محمد عیسیٰ صاحب منصوری مدظلہم العالی چیئرمین ورلڈ اِسلامک فورم لندن جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اَور حسب سابق وہیں قیام فرما ہوئے اَور ۲۳؍ نومبر کو جامعہ مدنیہ جدید میں طلباء سے بہت مفید خطاب فرمایا۔ حضرت ۲۸؍ نومبر کو بخیریت واپس تشریف لے گئے۔

تبلیغی اِجتماع رائیونڈ کے موقع پر جامعہ مدنیہ جدید میں ملکی اَور غیر ملکی مہمانوں کی کثیر تعداد میں

آمدورفت رہی۔

۲۴رذی الحجہ/۲۱رنومبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں عید الاضحیٰ کی تعطیلات کے بعد تعلیم شروع ہوگئی، والحمدللہ۔

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت مولانا محمد شاہد صاحب سہارنپوری مدظلہم کی اِنڈیا سے پاکستان تشریف آوری کے موقع پر ۲۶رنومبر کو جامعہ مدنیہ جدید میں حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے جہاں آپ نے جامعہ کے اَساتذہ اَور دیگر مہمانوں کے ساتھ ناشتہ تناول فرمایا کچھ دیر مختلف اُمور پر گفتگو ہوئی۔ ناشتہ کے بعد آپ نے مسجد حامد میں طلباء سے خطاب فرمایا بعداَزاں آپ واپس تبلیغی اِجتماع میں تشریف لے گئے۔

بقیہ : نئے اِسلامی سال کا پیغام

اِنسان دُنیا کی جن لذتوں کی خاطر اپنی زندگی کے بیش قیمتی لمحات کو وقف کیے ہوئے ہے وہ لذتیں سراب کی مانند ہیں جو دُور سے صاف شفاف چمکدار پانی کی طرح محسوس ہوتی ہیں اَور قریب جاؤ تو ریت کا ڈھیر دکھائی دیں گی اَور وہ موت جو اِنسان کے سب سے زیادہ قریب ہے اُس کو سب سے دُور سمجھا جانے لگا ہے۔ ذرائع اَبلاغ کے ذریعہ روزانہ سینکڑوں لوگوں کی موت کی خبریں ہم تک پہنچتی ہیں اَور کتنے لوگوں کے جنازہ کی نماز بھی ہم پڑھتے ہیں لیکن اپنے بارے میں ایسا اطمینان ہے گویا کہ ہمارے لیے موت کا فیصلہ ہی نہیں کیا گیا۔

نئے سال کے آغاز پر ہمیں اِس پہلو سے بھی سوچنا ہے اَور غفلت و بے اِلتفاتی کے اِس ماحول کو چھوڑ کر اپنا سمتِ سفر متعین کر کے زادِ راہ کا اِنتظام کرنا ہے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اَور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اَور اپنے عزیزو اَقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)